وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

1924

روداد
انجمن خدام الصوفیہ

مرتبہ

مولوی محمد کرم الٰہی صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل سیالکوٹ
جنرل سکریٹری انجمن خدام الصوفیہ

حسب اہتمام انجمن خدام الصوفیہ گلزار محمد بیرون دہلی دروازہ لاہور میں متبنی
گلزار محمد یہ سٹیم پریس میں طبع یافتہ

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

روداد
انجمن خدام الصوفیہ

مرتبہ

مولوی محمد کرم الٰہی صاحب بی اے وکیل سیالکوٹ
جنرل سکرٹری انجمن خدام الصوفیہ

بہ اہتمام انجمن خدام الصوفیہ گلزار محمد سٹیم پریس لاہور میں منشی
گلزار محمد پرنٹر کے زیور طبع یافت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

روداد انجمن خدام الصوفیہ

سالہا باید کہ یک صاحبدلے پیدا شود
بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

خالق ارض وسما۔ مالک ہر دوسرا۔ ہزار ہزار حمد و ثنا کے لائق ہے۔ کہ اُسنے اپنی عنایت بے غایت سے انسان ظلوم جہول کو بحکم الایہ لقد کرمنا بنی آدم خلعت اشرف المخلوقات سے سرفراز فرمایا اور اپنی عشق و محبت کی آتش اور اسرار و حقایق کی مقدس امانت اسکے سینہ میں ودیعت کر کے اسکو اپنا خلیفہ زمین میں (خلیفۃ اللہ فی الارض) مقرر فرما کر تمام مخلوق کو اسکے تابع فرمان بنایا۔

اور لاتعداد درود وسلام بروح طاہر مطہر منور۔ مقدس۔ سرور کائنات مفخر موجودات۔ سید عالی صفات۔ شفیع المذنبین۔ رحمۃ اللعالمین۔ حضرت محمد مصطفےٰ۔ احمد مجتبےٰ۔ صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم دائماً۔ ابداً۔ کثیراً۔ کثیراً جس آفتاب ہدایت کے صدقے ہم گنہگاروں کو نور ایمان کی روشنی نصیب ہوئی۔

انسان پر خداوند کریم عمیم الاحسان کے اسقدر انعام و اکرام ہیں کہ انکا

شکریہ بجا لاتا تو درکنار اگر انسان عمر بھر ان کا شمار کرتا ہے تو بھی بحکم الآیہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا (اگر خداوند کریم کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم شمار نہ کر سکو گے) انسان محدود علم و عمر کے مالک سے ناممکن ہے۔

شعر
فضل خدائے راکہ تواند شمار کرد
یا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد

یوں تو اللہ تعالےٰ کے تمام انعام و اکرام اپنے بندوں پر بے مثال و بے نظیر ہیں مگر سب سے اعلےٰ درجہ کی نعمت جو مولےٰ کریم نے اپنے بندوں کو عطا کی وہ یہ ہے کہ اسکو اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین کے حلقہ غلامی میں متمیز نشان سے مزین و مزیب فرمایا۔ اور نور ایمان و ایقان سے مومن کے دل و دیدہ کو منور فرمایا۔ انسان عاجز انسان مولےٰ کریم کے کسی نعمت کے شکریہ ادا کرنے کے ناقابل ہے۔ مگر یہ ایسی نعمت ہے۔ کہ اگر بندہ تمام عمر ہر سر مو زبان بن کر اس نعمت کے عوض خداوند کریم کا شکریہ ادا کرتا ہے تو بھی ادا نہیں کر سکتا۔ اس نعمت کے مقابلہ میں باقی تمام انعام و اکرام ہیچ اور بے حقیقت ہیں۔

خداوند عالم نے روز الست سے ارواح کو دو قسم پر تقسیم کر رکھا ہے۔ سعید و شقی۔ شقی اول کے لئے ہدایت ناممکن ہے۔ سعید ارواح ہیں پھر ان کا اپنی اپنی جنسیت کا علیحدہ علیحدہ تعلق ہونے کی وجہ سے مولےٰ کریم نے اپنی رحمت کاملہ سے ان کو مختلف مدارج و مراتب عطا کر رکھے ہیں۔ یہ سب ارواح ہی ہیں جو گروہ صادقین میں شامل ہیں۔ اور صادقین کی ہی جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعام کے مستحق ہیں۔

اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا۔ عام مومن کا ایمان اقرار باللسان و تصدیق بالقلب

یعنے صرف اعتقاد صحیح پر مبنی ہوتا ہے۔ اور صالحین یعنے اولیائے کرام کا ایمان اور نسبت اعتقاد صحیح کے علاوہ نور یقین سے منور ہوتا ہے اور ولی کے دل کی نورانی صفت جو نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم (نور من نور اللہ) کا پرتو ہوتا ہے۔ اسکی پیشانی مبارک سے جلوہ افشاں ہوتی ہے۔ اور تمام مخلوق عالم کو وہ نورانی کشش سے عاشق و شیدا بنا لیتا ہے سبحان اللہ یہ نورانی مقبولان ذات سرمدی و عاشقان کمالات محمدی پھر اپنی اپنی استعداد و قابلیت کے مطابق مختلف مدارج و مراتب پر فائز المرام ہوتے ہیں بعض صرف اپنی ہی ذات میں نورانی ہوتے ہیں اور بعض نورانی مکمل اور نور بخشش ہوتے ہیں۔ خود بھی نور ہوتے ہیں۔ اور جو ان سے تعلق حاصل کرتا ہے اسکو بھی منور کر دیتے ہیں جس طرح خود عشق و محبت الٰہی میں جلتے ہیں اسی طرح اوروں کو بھی جلا دیتے ہیں۔ با سوختگاں بنشیں شاید کہ تو ہم سوزی۔ ایسے ہی کاملوں کی نسبت کہا گیا ہے۔ خود ہی عاشق و معشوق۔ خود ہی محب و محبوب اور خود ہی عشق و محبت کے عطا کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایسے مقدس اور برگزیدہ وجود زمانہ کو بہت کم نصیب ہوتے ہیں۔ شعر

سالہا باید کہ یک صاحبدلے پیدا شود
بایزیدؒ اندر خراساں یا اویسؒ اندر قرن

اگر ایسا برگزیدہ وجود کسی خوش قسمت کو مل جائے تو اسکے فیض صحبت کو غنیمت سمجھے۔ کیونکہ اسکی کلام (گفتگو) دوائے ہر مرض ہے اور اسکی نظر شفائے ہر علت ہے۔ اسکی توجہ سے دل کے مردہ کو حیات ابدی نصیب ہو جاتی ہے۔ ان کے دیدار سے تمام مشکلات کا حل ہو جاتا ہے۔ رباعی

مرہم غم عشق ہر کس را ند ہند — سوز پروانہ مگس را نہ دہند

عمر ہا باید کہ یار آید بکنار ۔۔۔ ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سبحان اللہ یہ نورانی و نور بخش وجود ایک طرف تو مئے عشق حقیقی سے متوالے اور سرشار۔ اور دوسری طرف سنت و شریعت محمدی صلعم کے تابعدار و نثار۔ اگر واقف رموز حقیقت و اسرار معرفت ہیں۔ تو حامی سنت و شریعت و ماحی بدعت و ضلالت بھی ہیں۔ آگاہ دقایق شریعت اور عالم حقایق معرفت ہوتے ہیں۔

شعر

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق ۔۔۔ ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

یہ وہ مقدس اور برگزیدہ گروہ ہے جو صحیح طور پر اپنے افعال و اقوال میں رفتار و گفتار میں متبع رسول کریم صلعم ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کے محبوب مجتبیٰ ہوتے ہیں۔ اللہ یجتبی الیہ من یشاء۔ ان کی خدمت میں حاضری خدائے پاک کی خدمت میں حاضری کے برابر ہے۔ ان سے روگردانی خداوند کریم سے روگردانی ہے۔ فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا ۔۔۔ گو نشیند در حضور اولیا

از حضور اولیا چوں بگسلی ۔۔۔ تو ہلاکی زانکہ جزوی بے کلی

حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی فرماتے ہیں۔ مصاحب مصاحب خدا مصاحب خدا باشد۔ یہ وہ پاک گروہ ہے جس کو الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون کی مبارک بشارت دی گئی ہے۔ اور جس کو حزب اللہ کے مبارک نام سے یاد فرمایا گیا ہے۔ اس مبارک گروہ کے ہم جلیس کو بھی شقاوت کے عذاب سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ ھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم۔ یہ مقدس گروہ دنیا و مافیہا سے بے پرواہ نہ جنت کی خواہش رکھتے ہیں نہ دوزخ کا خوف۔ ہر دو عالم سے بالاتر۔ شعر

بہ نزد خوشہ چین خرمن عشق　　ہمہ عالم نے ارزد بہ یک آہ

یہ مقدس گروہ شہید تیغ تسلیم و رضا ہو کر ابدی زندگی اور حیات طیبہ کے مالک ہوتے ہیں۔ شعر

کشتگان خنجر تسلیم را　　ہر زماں از غیب جانے دیگر است

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء (جو لوگ خداوند کریم کے رستہ میں شہید ہوتے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں)

یہی وہ پاک و مقبول گروہ ہے۔ جن کی معیت کا قرآن پاک بحکم وکونوا مع الصادقین حکم فرماتا ہے۔ اور تخلقوا باخلاق اللہ کے صحیح نمونے۔ رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کے لئے علمبردار مراتب پر فائز المرام۔ مخلوق خدا کے حقیقی خادم اور خیر خواہ۔ اشاعت اسلام اور قلوب مومن کی نگاہداشت کو اپنا فرض ضروری سمجھتے ہیں۔ شعر

بندگان خاص علام الغیوب　　در جہان جان جواسیس القلوب

ہندوستان میں جو مسلمان آجکل موجود ہیں ان کے آباؤ اجداد کو اسلام کی دولت ایسے ہی مقدس گروہ کی بدولت نصیب ہوئی تھی۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہوری کا سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ کے لشکر کے ہمراہ پنجاب میں آنے اور اشاعت اسلام کرنے کو ہر ایک مسلمان جانتا ہے۔ اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا دہلی میں براہ اشاعت اسلام تشریف لانا اور پرتھی راج کے مقابلہ میں آنا۔ اور حضرت ممدوح کا "ماترا زندہ مسلماناں سپردیم" کا قصہ اور حضرت کا لاکھوں مردمان کو داخل اسلام کرنا اظہر من الشمس ہے۔

اسیطرح اور صوفیائے کرام نے بھی اپنے اوقات مقدسہ تمام تر مخلوق خدا کی بہتری اور اشاعت اسلام میں صرف کئے جن کے ذکر بوجہ طوالت چھوڑے جاتے ہیں۔ مخلوق خدا کی رہبری و رہنمائی ترویج شریعت و اشاعت اسلام سے بندگان کو

نار دوزخ سے بچانا اور ان کو بندگان خدا بنانا ان کا فرض اولین ہے۔ موجودہ زمانہ درحقیقت تاریکی اور ظلمت کا زمانہ ہے۔ گو نئے تعلیمیافتہ اسے زمانہ روشنی کہتے ہیں برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اس زمانہ میں ہر انسان اپنے آپکو علامہ دہر و مجتہد عصر خیال کرتا ہے۔ اور تمام پابندیوں اور ذمہ واریوں سے آزاد تصور کرتا ہے۔ جو شریعت حقہ کے رو سے اسپر عاید ہوں۔

شریعت اسلامی کے جاننے والے اور اسپر عمل پیرا ہونے والے اور دین اسلام سے محبت رکھنے والے بہت کم نظر آتے ہیں۔ اس الحاد اور زندقہ کے زمانہ میں مقبول دین خداوندی بحکم آیہ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اور طریقت اسلامی یعنے تصوف اسلام و اہل تصوف یعنے صوفیائے کرام و اولیائے عظام کے خلاف ناواقفان امور شریعت و نامحرمان رموز و اسرار طریقت محض اپنی ضلالت و گمراہی کیوجہ سے ناجایز حملے کرنے لگے۔ بے دینی کے اس سیل رواں کو روکنے اور طوفان الحاد سے مسلمانان کے دین و ایمان کو محفوظ رکھنے کی غرض سے عرصہ قریب انیس سال کا ہوا ایک انجمن موسوم بہ انجمن خدام الصوفیہ بسرپرستی عالیجناب زبدۃ العارفین عمدۃ الواصلین۔ ماحی بدعت و ضلالت حامی سنت و شریعت۔ فاضل اجل۔ عالم بے بدل۔ واقف اسرار حقیقت و معرفت سیدنا و مولانا حافظ حاجی صوفی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دامت برکاتہم قایم کی گئی۔ جسکے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(۱) اتحاد جمیع سلاسل تصوف۔

(۲) اشاعت اسلام و تصوف۔

(۳) تردید الزامات خلاف اسلام و تصوف۔

(۴) تردید مذاہب باطلہ۔

انجمن خدام الصوفیہ کے اوّل تین سالانہ اجلاس لاہور کی مسجد بادشاہی میں ہر سال بہ سرپرستی حضرت قبلہ عالم جناب شاہ صاحب محدث علی پوری مد ظلہ العالی۔ جو مخلوق کو راہ ہدایت دکھانے اور اشاعت اسلام کرنے اور نور محمدی صلعم کے منور جذبے ان کے دلوں کو منور کرنا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں منعقد ہوتے رہے۔ ازاں بعد کے اجلاس سالانہ ہر سال آستانہ مبارک علی پور شریف ضلع سیالکوٹ میں بہ سرپرستی حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری اُمت فیوضہم علٰے روس المسترشدین ہوتے رہے۔ جن کی نسبت ہر سال مفصل رپورٹ مع کارروائی بذریعہ اخبارات و رسالہ انوار الصوفیہ ہدیہ ناظرین ہوتی رہی۔ علیپور شریف میں شاملین کے ہر قسم اخراجات خورد و نوش کے متکفل بھی ذاتِ ستودہ صفات حضرت اقدس جناب شاہ صاحب قبلہ عالم علی پوری ہی ہوا کرتے ہیں۔ اس انجمن کی طفیل لکھوکھا اہل اسلام جو حقیقتِ اسلام و تصوف سے ناآشنا تھے وہ مقبول بارگاہ خداوندی بن گئے۔

(۲) جب اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء میں مرزا قادیانی سیالکوٹ میں اپنے مذہب باطلہ کی اشاعت کے لئے بمع اپنے حواریوں کے آیا۔ ان دنوں سیالکوٹ میں مرزائیت کا بڑا شور تھا۔ صاحب ضلع کا سپرنٹنڈنٹ دفتر قادیانی مرزائی تھا۔ اور مرزا کو اپنے مذہب کی اشاعت میں بڑی کامیابی کی امید تھی۔ انجمن خدام الصوفیہ کی طرف سے بہ سرپرستی حضرت اقدس جناب شاہ صاحب قبلہ علی پوری برابر تین ہفتوں تک شہر کے مختلف حصص میں ہر شب مجالس وعظ قائم کی جاتی رہیں۔ اور مرزا اور مرزائیت کی خوب تردید کی گئی۔ اور ہزارہا بندگانِ خدا جن کے ایمان متزلزل ہو گئے تھے۔ دین حق پر قائم رہ گئے۔ اور مرزا و مرزائیت کو وہ شکست آئی کہ اس نے پھر عمر بھر سیالکوٹ کی طرف منہ نہ کیا۔ اور ہر سال

پنجاب میں جہاں جہاں ضرورت ہوئی رہی انجمن خدام الصوفیہ کیطرف سے مرزائیت وہابیت ودیگر مذاہب باطلہ کی تردید بذریعہ مناظرہ۔ مباحثہ ووعظ کی جاتی رہی جن کی مفصل رپورٹیں بذریعہ اخبارات ملاحظہ اہل اسلام سے گذر چکی ہیں ؛

ماہ مئی سنہ ۱۹۰۸ء بھی اس انجمن کی خاص کارکردگی کا سال ہے جبکہ مرزا مع اپنے حواریوں کے تبلیغ مرزائیت کے لئے لاہور آیا۔ اہل لاہور کیطرف سے ایک وفد حضرت اقدس کیخدمت میں علی پور شریف حاضر ہوا اور عرض کی۔ کہ حضرت قبلہ عالم حضور خود بنفس نفیس مرزا کی تردید کے لئے اور اپنے نانا کی امت کے ایمان کو بچانے کے لئے لاہور تشریف لے چلیں۔ چنانچہ انجمن کی طرف سے بسرپرستی حضرت اقدس موچی دروازہ کے باہر عین اس مکان کے مقابل جہاں مرزا کا قیام تھا ایک چبوترہ برائے وعظ تیار کیا گیا۔ اور وہاں ہر رات مرزا کے اعتقادات باطلہ کی تردید کی جاتی تھی۔ حضرت اقدس نے ۲۵-۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کی درمیانی شب کو قریب دس بجے کے فرمایا۔ کہ میں پیش گوئیاں نہیں کرتا۔ ایک دفعہ آگے کی تھی۔ اور آج پھر کہتا ہوں۔ میں مرزا کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ ہر طرح۔ زبانی وروحانی اگر اس میں کوئی روحانیت ہے تو وہ سامنے آجائے۔ اور اسکو چوبیس گھنٹہ کی مہلت دیتا ہوں۔ مگر مسلمانو یاد رہے کہ وہ میرے مقابلہ پر نہ آسکے گا۔ خدا کی شان ادھر حضرت قبلہ عالم کے زبان پاک سے وہ الفاظ نکلے۔ ادھر مرزا بیمار ہو گیا اور اسی رات راہی ملک عدم ہو گیا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

خدا کی شان بے نیازی کے کیا کہنے۔ کہ جب مرزا کا خدا کے گروہ یعنے حزب اللہ (اولیائے کرام) سے مقابلہ ہوا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے گروہ کو غالب کر کے تمام عالم کو دکھا دیا کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون سبحان اللہ۔ حق کے مقابلہ میں باطل کو شکست فاش ہوئی۔ اکثر مسلمانان لاہور حضرت اقدس کی خدمت میں مسجد ٹولیاں میں جہاں حضور قیام فرمایا کرتے ہیں برائے مبارکباد حاضر ہوئے۔ اس فتح کی مفصل کیفیت لاہور کے تمام اخبارات میں ملاحظہ اہل اسلام سے گذر چکی ہے۔ مسلمانان نے بے شمار نظمیں تالیف کر کے چھپوائیں اور فروخت کیں ؂

ازاں بعد بھی ہر ایک ضلع میں جہاں جہاں ضرورت پڑی انجمن خدام الصوفیہ کی طرف سے ان نئے نئے مذاہب کی تردید کے لئے انجمن کے مولوی صاحبان اور حضرت قبلہ عالم مدظلہ العالی کے صاحبزادہ عالی مقام حضرت مولانا مولوی صوفی حافظ سید محمد حسین صاحب علی پوری مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پوری وامین انجمن خدام الصوفیہ تشریف لے جاتے رہے۔ جن مناظروں و مباحثوں کی رپورٹیں بذریعہ اشتہارات و اخبارات تمام پبلک کے ملاحظہ سے گذر چکی ہیں ؂

(۳) انجمن کی طرف سے تصوف کے مضامین کا ایک ماہوار رسالہ موسوم بہ انوار الصوفیہ سال ۱۹۰۰ء سے لاہور سے ہر ماہ شائع ہوتا ہے پنجاب میں بلکہ ہندوستان بھر میں بدیں پیشتر کوئی باقاعدہ ماہوار رسالہ اشاعت تصوف اور اسکی تائید میں جاری نہ تھا۔ اس رسالہ کے ذریعہ صوفیائے کرام کے مقدس سوانح اور مبارک ملفوظات اور مضامین تصوف شریعت طریقت اہل اسلام کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں۔ رسالہ انوار الصوفیہ اپنی زندگی کے بیس مراحل طے کر چکا

ہے۔ اور اس عرصہ میں جو خدمت اس نے تصوف و اسلام کی ہے۔ وہ ظاہر و باطن ہے۔ اس رسالہ کے اجرا کے بعد ہندوستان میں اور خاص لاہور میں بھی کئی ایک ماہوار رسالے تصوف کی اشاعت میں جاری ہوئے جن میں سے اکثر بند ہو گئے ہیں۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے یقین واثق ہے کہ رسالہ انوار الصوفیہ اپنے انوار عالمتاب سے تمام عالم کو ابدالاباد تک منور کرتا رہے گا۔

شعر

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

الحمدللہ کہ انجمن کی سعی سے صوفیائے کرام کے خلاف جو کہ باطن عداوت اور بغض پھیلا رہے تھے۔ ان کی کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ اور لوگ بزرگان دین کے ارادت مند و عقیدت کیش ہو کر ان کے مطیع و فرمانبردار بن رہے ہیں ؁

انجمن کو اس امر کی ہمیشہ سے ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ کہ علی پور شریف میں ایک دارالعلوم دینیات قائم کیا جاوے۔ اس لئے مئی ۱۹۱۶ء انجمن کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر قیام دارالعلوم اور اس کے افتتاح کی تجویز پیش کی گئی۔ جو بالاتفاق منظور ہوئی۔ اور دارالعلوم کا نام نقشبندیہ دارالعلوم دینیات مقرر کیا گیا۔ اور حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری دامت برکاتہم کے صاحبزادہ کلاں حضرت صاحبزادہ عالی مقام جناب مولانا مولوی حافظ صوفی سید محمد حسین صاحب جلپوری کو جو عالم بے عدیل فاضل بے مثل ہیں اور مدرسہ امینیہ دہلی سے دستار فضیلت حاصل کردہ ہیں مہتمم دارالعلوم مقرر کیا گیا۔ جملہ حساب و کتاب آمد و خرچ۔ تقرری ملازمین و مدرسین اور کام تعلیم و تدریس کا آنجناب کے سپرد کیا گیا۔ اور خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ صاحبزادہ موصوف

خداوند کریم ان کے علم و فضل میں برکت کرے از ابتدائے دارالعلوم بلا کسی معاوضہ کے نہایت محبت و محنت سے اس کار خیر کو انجام دے رہے ہیں۔ خداوند کریم ان کو جزائے احسن دیوے ۔

دیگر دار العلوم دینیات کی طرح نقشبندیہ دار العلوم دینیات علی پور کی تعلیم چار سال میں ختم ہوتی ہے۔ اور تمام علوم درسیہ مستند اور ایسی طلباء کو تعلیم دیجاتی ہے اور چار سال کے عرصہ میں مفصلہ ذیل علوم کی جملہ کتب جن کی دیگر دار العلوم دینیات میں تعلیم دی جاتی ہے۔ ختم کرائی جاتی ہیں۔

فارسی عربی صرف و نحو منطق فلسفہ ریاضی علم ہیئت علم حدیث اصول حدیث فقہ اصول فقہ تفسیر قرات قرآن پاک

قرآن پاک ناظرہ پڑھایا جاتا ہے۔ اور حفظ بھی کرایا جاتا ہے ۔

گذشتہ سات سالوں میں دار العلوم میں متعلمین کی تعداد حسب ذیل رہی

سال	تعداد طلباء دار العلوم دینیات ہر چہار جماعت	تعداد طلباء قرآن خوان، حافظ و ناظرہ
سال اول بابت ۱۹۱۶-۱۷ء	۳۵	۲۳
سال دوم سنہ ۱۹۱۸ء	۳۵	۲۱
سال سوم سنہ ۱۹۱۹ء	۴۰	۲۲
سال چہارم سنہ ۱۹۲۰ء	۳۶	۲۴
سال پنجم سنہ ۱۹۲۱ء	۴۲	۲۱۰
سال ششم سنہ ۱۹۲۲ء	۴۰	۲۲۰
سال ہفتم سنہ ۱۹۲۲-۱۹۲۳ء	۴۱	۲۰

اخراجات دار العلوم } جناب مولانا مولوی حافظ حضرت صاحبزادہ محمد حسین صاحب علی پوری مہتمم مدرسہ اعزازی طور پر بلا کسی معاوضہ کے کام کرتے ہیں۔ اور مدرسین و ملازمین کی تنخواہ کے اخراجات حسب ذیل ہوئے ۔

سال	مدرس اول تنخواہ سالانہ	مدرس دوم	حافظ صاحب	باورچی	پیچ فی طالبعلم ۳ روپیہ برابر لقد	میزان
سال اول سنہ ۱۹۱۶ء ۱۹۱۷ء	روپیہ ۳۶۰	۰	۱۲۰	۳۶	۱۰۵	۶۲۱
سال دوم	۳۶۰	۰	۱۲۰	۳۶	۱۰۵	۶۲۱
سال سوم	۳۶۰	۲۴۰	۱۲۰	۳۶	۱۲۰	۸۷۶
سال چہارم	۳۶۰	۲۴۰	۱۲۰	۳۶	۱۰۸	۸۶۴
سال پنجم	۳۶۰	۲۴۰	۱۲۰	۳۶	۱۲۶	۸۸۲
سال ششم	۳۶۰	۲۶۴	۱۲۰	۳۶	۱۲۰	۹۰۰
سال ہفتم سنہ ۱۹۲۲-۲۳ء	۳۶۰	۲۶۴	۱۲۰	۳۶	۱۲۳	۹۰۳

کل میزان ۵۶۶۷ پانچ ہزار چھ سو سڑسٹھ روپیہ علاوہ اخراجات خوراک و پارچات کے ہوئے ۔

کتب خانہ } دار العلوم کے متعلق ایک کتب خانہ بھی ہے۔ جو مہتمم صاحب کے زیر اہتمام ہے۔ اور تمام متعلمین کو جملہ کتب برائے تعلیم کتب خانہ سے مہیا کی جاتی ہیں۔ اگرچہ طلباء کی تعداد کے لحاظ سے بالفعل ذخیرہ کتب درسی کافی ہے۔ مگر بہت سی کتب مطبوعہ مصر و استنبول کی دار العلوم کو سخت ضرورت ہے جو بوجہ قلت سرمایہ کے سردست خریدی نہیں جا سکتیں ۔

مطبخ جملہ طلباء دینیات کو دار العلوم کی طرف سے خرچ خوراک دیا جاتا ہے اور سال بھر میں دو جوڑے پارچات کے بھی دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر طالب علم کو ہر ماہ دوسری ضروریات کے لئے دیا جاتا ہے۔

عمارت درس گاہ اور قیام گاہ طلباء کے لئے حضرت اقدس قبلہ عالم محدث علی پوری نے از راہ کرم مسجد سنگ مرمر کے محاذ میں دار العلوم کے لئے حجرے تعمیر کر دیئے ہوئے ہیں۔ جن میں طلباء اُستاد اور مہتمم صاحب سکونت رکھتے ہیں۔ ان ہی حجروں کو بطور درس گاہ کے استعمال کیا جاتا ہے جملہ معلمین و متعلمین و مہتمم صاحب ان ہی حجروں میں رہتے ہیں۔ اس طرح طلباء ہر وقت ان کے سامنے رہتے ہیں۔

درس طریقت علی پور شریف کے نقشبندیہ دار العلوم دینیات میں ایک خاص امتیازی بات بھی ہے۔ یعنے یہاں صرف صرف و نحو اور منطق وغیرہ پڑھا کر خشک زاہد ہی نہیں بنایا جاتا۔ بلکہ طلباء کو صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگ کر صاحب ذوق و شوق بنایا جاتا ہے۔ علم ظاہری کی تعلیم کے ساتھ ساتھ علم باطنی کے مدارج بھی طے کرتے جاتے ہیں۔ ذکر فکر مراقبہ بھی ساتھ ساتھ جاری رہتا ہے اور طلباء صاحب حال بن کر دار العلوم سے باہر نکلتے ہیں گذشتہ سالوں میں مندرجہ ذیل طلباء فارغ التحصیل ہو کر دار العلوم سے کامیاب ہوئے

(۱) مولوی محبوب حسن صاحب (۲) مولوی شمس الضحےٰ صاحب ساکن چھپرا (۳) قاضی مولوی ظہور علی صاحب ساکن ضلع راولپنڈی (۴) مولوی برہان الدین صاحب بخاری۔ (۵) سید محمد جعفر صاحب بخاری۔ (۶) مولوی محمد نار صاحب بخاری (۷) مولوی مجیب احمد صاحب سنبھلی (۸) مولوی شاہ محمد صاحب ساکن چنیوٹ (۹) مولوی محمد حسین صاحب خالقہ دودرا

۱۰ مولوی عبد المجید صاحب جالندھری ۱۱ مولوی محمد احسن صاحب گجرات صاحبزادہ مولوی غلام دستگیر صاحب سجادہ نشین جلال شریف ۱۲ ۱۳ مولوی نذیر حسین صاحب بٹالوی ۱۴ مولوی عبد الغفور صاحب سندھی ۱۵ مولوی محمد الیاس صاحب کوٹلوی ۱۶ مولوی عبد الصمد صاحب بخاری ۱۷ مولوی سید ابراہیم صاحب بخاری ۱۸ مولوی امیر حسن صاحب بنگالی ۱۹ مولوی سید محمد حنیف صاحب گوروا سپور

مدرسہ کا تمام انتظام جناب صاحبزادہ عالی مقام حضرت مولانا مولوی صوفی حافظ سید محمد حسین صاحب علی پوری کے سپرد ہے۔ جو نہ صرف انتظام ہی کرتے ہیں بلکہ اعلےٰ کتب تفسیر و حدیث کی خود طلبا کو تعلیم دیتے ہیں۔ خداوند کریم انکے علم و فضل میں برکت کرے۔ آمین۔ آپکے سے ایثار کی مثال فی زمانہ بہت کم ملتی ہے۔

آمدنی دار العلوم کے تمام اخراجات توکل پر موقوف ہیں۔ نہ کوئی خاص جاگیر ہے۔ نہ کوئی خاص چندہ کہیں سے آتا ہے۔ محض توکل پر گذارہ ہے اکثر حصہ اخراجات کا حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری کے دست کرم کا رہون منت ہے۔ ترویج و تعلیم علم دین صدقہ جاریہ ہے۔ یہ وہ صدقہ ہے جو شریعت حقہ کی حیات ہے کیونکہ احیائے علم احیائے دین اسلام ہے۔ خداوند کریم مسبب الاسباب ہے۔ شاید وہ اپنے کمال نوازش سے کوئی ایسا سامان غیب سے پیدا کرے ؏

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

کوئی ایسا سبب پیدا کرے جس سے یہ دار العلوم دینیات ابد الآباد تک قائم رہے اور یہاں کے تعلیمیافتہ طلبا جو ظاہری علم کے ساتھ نور باطن سے بھی آراستہ ہو کر نکلیں تا قیامت ان کے لئے باعث سعادت ہوویں۔

انجمن خدام الصوفیہ اور فتنہ ارتداد

انجمن خدام الصوفیہ کے گذشتہ سالانہ اجلاس کے موقعہ پر مورخہ ۶ اپریل ۱۹۲۳ء کو قدوۃ السالکین امام العارفین سیدنا و مولانا حضرت حافظ حاجی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دامت برکاتہم نے میدان ارتداد کے اخبار جاں سوز و دل خراش سے متاثر ہو کر نہایت ہی درد بھری اور پر جوش الفاظ میں غلامان کو میدان ارتداد میں جا کر تبلیغ و اشاعت اسلام کی خدمت بجا لانے تحریک اشدھی کو روکنے اور امت رحمۃ للعالمین کو گمراہی سے بچانے کے لئے سعی کرنے کا ارشاد فرمایا۔ غلامان سرکار والا نے جو حضور کے ارشاد کی بجا آوری اپنے لئے باعث صد فخر و ناز و سعادت دارین سمجھتے ہیں اور خدمت بجا لانے کے موقعہ کی تلاش کرتے رہتے ہیں ؎ شعر

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنم   منت ازو شمر کہ بخدمت گذاشتت

بسر و چشم و بدل و جان۔ ارشاد والا کی تعمیل کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ اور اسی وقت موقعہ پر چند منٹوں میں قریب تین ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ اور بہت سے غلامان نے میدان ارتداد میں جانے اور خدمت اسلام بجا لانے اور خوشنودی حضرت اقدس و سعادت دارین حاصل کرنے کے لئے اپنی ناچیز خدمات پیش کیں اور اپنے اسمائے گرامی تحریر کروائے۔ اور حضرت صاحبزادہ صوفی حافظ سید محمد حسین صاحب علی پوری مہتمم دارالعلوم و امین انجمن کو اس فنڈ کے حساب کتاب کے لئے امین مقرر کیا گیا۔ اور جملہ خط و کتابت بھی آپ کے ذمہ کی گئی جس کام کو جناب والا نے نہایت مہربانی سے منظور فرمایا۔ حضرت اقدس کے زریں ارشادات کو بصورت اشتہار چھاپ کر تمام ملک میں تقسیم کیا گیا۔ تمام اسلامی اخبارات و جرائد میں چھپوایا گیا

تاکہ جملہ اہل اسلام عموماً و یاران طریقت خصوصاً خدمت اسلام بجا لاکر سعادت حقیقی سے بہرہ اندوز ہوں۔ خدا کی شان اس نیک مشورہ کے خلاف بھی ایک شقی القلب مردود ازلی نے دہلی سے صوفیائے کرام کی مقدس جماعت پر ناپاک حملہ کیا۔ اور ایک اور کور باطن نے جو مظہر کمالات محمدی صلعم کے دیکھنے کی آنکھیں نہیں رکھتا۔ شعر

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اشتہار دیکھ کر اپنی اخبار میں لکھ دیا۔ کہ دفا باید دید۔ سبحان اللہ واقعی آتش حسد بھی بڑی چیز ہے۔ حاسد کو ہر وقت جلاتی رہتی ہے۔ اور بدبخت ازلی ہمیشہ سے مقبولان بارگاہ صمدیت کے خلاف ہی رہتی رہی ہے۔ شعر

شور بختاں بآرزو خواہند — مقبلاں را زوال نعمت و جاہ
گر
چراغے را کہ ایزد بر فروزد — ہر آں کو تف زند ریشش بسوزد

خداوند کریم کی نوازش۔ رسول کریم رحمۃ اللعالمین کی رحمت ان مقدس ہستیوں کے ہمیشہ شامل حال ہوتی ہے۔ کسی کی تعریف سے ان کو فخر و خوشی اور کسی کی گالی سے ان کو رنج نہیں ہوتا۔ ان کا معاملہ سیدھا خداوند دو عالم کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ اپنا ہر کام خدا کا کام سمجھ کر کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بالکل خدا کے حوالے کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان کے ہر کام کو جو محض خلوص اور للہیت پر مبنی ہوتا ہے۔ تمام اہل کار پر فوقیت اور سبقت ہو جاتی ہے۔

اس وقت انجمن خدام الصوفیہ کی طرف سے سات وفود میدان ارتداد میں جا چکے ہیں اور ان کے ممبروں کی تعداد ایک صد ہو گی۔ خداوند کریم کا احسان و شکر ہے کہ جو کامیابی اس انجمن کو ہوئی ہے وہ کسی اور انجمن کو نہیں ہوئی۔ اور کامیابی کیوں نہ ہوتی۔ تمام وفود کے ہمراہ ایک عالی مقام صاحب حال

مقبول و محبوب بارگاہ صمدیت کی مقدس روحانیت امداد کر رہی تھی۔ شعر

باتوام ہر جا کہ باشی باتوام تا نہ پنداری کہ تنہا می روی

خداوند کریم کی معیت بھی ان کے شامل حال تھی۔ انجمن کے کارکنان میدان ارتداد کی سعی بلیغ نے قلیل عرصہ میں ہزارہا کے غلامان سرکار مدینہ (روحی فداہ امی وابی) کے ایمان جو متزلزل ہو رہے تھے مضبوط و مستحکم ہو گئے اور صدہا غلامان جو ظالموں کے بہکانے با رعب ناجائز یا لالچ زر سے مرتد ہو چکے تھے راہ راست پر آ گئے۔ اور پھر سلک غلامی میں منسلک ہو گئے۔ وفود انجمن خدام الصوفیہ کے ممبران ضلع آگرہ۔ ریٹہ۔ متھرا۔ گڑ گانوہ۔ رہتک۔ ریاست بھرت پور اور علیگڑھ میں کام کر رہے ہیں۔ خدا کے فضل سے پچیس مدارس مردانہ اور دو مدارس زنانہ کھول دیئے گئے ہیں۔ ایک ہسپتال بھی قایم کر دیا گیا ہے۔ جن میں سینکڑوں طلبا تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ہزارہا بیماروں کا علاج کیا گیا ہے۔ مسمار شدہ مساجد کی مرمت اور صفائی بھی کرائی گئی ہے۔ امام و موذن جا بجا مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ مجالس وعظ و میلاد جا بجا قائم کئے جاتے ہیں اور ملکانے دین اسلام کی تعلیم سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ اور مخالفین اسلام میدان ارتداد سے بھاگ رہے ہیں ٭

مفصل رپورٹ سہ ماہی بابت کارگذاری وفود انجمن خدام الصوفیہ شامل ہے جسکے مطالعہ سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جگر شق ہوتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان کو گمراہ کرنے کے لئے مخالفین اسلام کیسے کیسے ناجائز حربے استعمال کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہو جائے گا۔ کہ اس کام کے لئے کس قدر روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور مخالف قوم ہمارے بھائی ہم سے چھیننے کے لئے کس قدر گراں بہا روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ اور ان کے واجہ اور

جاگیردار کس بے خوفی سے ان کی امداد کر رہے ہیں۔ مگر اسطرف کیا حال ہے درویشانہ حالت اور محض توکل پر گذارہ ہے۔ خداوند کریم ہی کوئی ایسا سامان مہیا کرے جس سے دین اسلام کی تائید میں امداد غیبی مل جائے۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ صوفی لوگ اپنی پاک اور مقدس روحانیت و زندگی سے دوسروں کو اپنا شیدا اور مطیع بنا لیتے ہیں مگر اس زمانہ میں جہاں دوسری قوم لاکھوں کی تعداد میں روپیہ خرچ کر رہی ہے۔ اس بات کی از حد ضرورت ہے۔ کہ اہل اسلام کی انجمنوں کے پاس بھی جائز موقع پر صرف کرنے یا تالیف قلوب کے لئے خرچ کرنے کے واسطے روپیہ جمع ہو۔ ہندوستان میں مسلمان نوابوں راجاؤں۔ جاگیرداروں تعلقہ داروں اور اغنیاؤں کی کمی نہیں ہے۔ صرف احساس حمیت اور جوش کی ضرورت ہے۔ دیکھئے مشیت ایزدی پردہ غائب سے کیا انتظام کرتی ہے۔ قیامت کے دن ہر ایک سے پرسش حساب ہونے والی ہے۔ اسلئے بحکم آیتہ۔ وانفقوا مما رزقنا کم من قبل ان یأتی احدکم الموت۔

شعر
خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

بندہ محمد کرم الٰہی بی اے
جنرل سکرٹری انجمن خدام الصوفیہ

میدان ارتداد میں ہمارے مبلغین کی جانبازیاں
انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں کی سہ ماہی رپورٹ

صوفیہ کرام کا گروہ ہمیشہ اسلام کی ظاہری و باطنی خدمتوں میں مصروف رہا۔ اور انکی مقدس ہستیاں اسی پاک خدمت کے لئے وقف رہی ہیں حضرت خواجہ بزرگ اجمیری سیدی شیخ شرف الدین صاحب یحییٰ منیری حضرت مخدوم العالم سید جلال الدین صاحب بخاری حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اور آنحضرت اجمعین نے ایک عالم کو فیض اسلام سے معمور فرمایا ہے۔ اس وقت جبکہ ارتداد کا فتنہ عظیم طوفان بلا کی طرح ہر آن بڑھا چلا آرہا تھا۔ اور ہندو سنگٹھن کا سیلاب عظیم بے خبر ملکانوں کو اپنے تلاطم میں بہائے لئے جارہا تھا۔ اسلام کی بڑی سے بڑی ہستیاں تائید غیبی کی بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہی تھیں۔ منزل مقصود پیش نظر تھی۔ مگر رخصت سفر مفقود تھا۔ بہت سے دل حق و طلب میں بیقرار تھے۔ مگر نظام عمل موجود نہ تھا۔ انفرادی طور پر ہندوستان کی انجمنیں اور مختلف جماعتیں بجائے خود بڑی جدوجہد کر رہی تھیں۔ اور ہر ممکن کوشش سے انسداد ارتداد میں مصروف تھیں۔ الحمد للہ کہ طبقہ مشائخ میں سب سے پہلے قبلہ عالم شیخ اعظم شیخ المشائخ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا صوفی حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم نے قدم اٹھایا اور

اپریل سنہ ۱۹۲۳ء انجمن خدام الصوفیہ کے بیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ علی پور شریف پنجاب
میں نہایت درد بھرے اور پرجوش الفاظ میں ارشاد فرمایا۔ کہ میرے حلقۂ یاران میں ہزارہا
کاشتکار، ڈاکٹر، تجار، وکلاء، منشی، جرنیل، کرنیل، امراء، غرباء، نواب، رؤسا الغرض ہر طبقے
کے لوگ شامل ہیں اور میں نے آجتک سوائے یاد الٰہی کے سبق کے کسیکو کچھ نہیں کہا۔
مگر میں اب کہتا ہوں کہ ہر مسلمان پر بالعموم اور یاران طریقت پر بالخصوص فرض ہے کہ
وہ انسداد فتنۂ ارتداد میں ضرور حصہ لے۔ میں نے عزم کیا ہے کہ اس اہم مقصد کیخاطر
سینکڑوں مبلغ میدان ارتداد میں بھیجوں گا۔ اور خود بھی موقعہ پر پہنچکر اس کار خیر میں
حصہ لوں گا۔ اور جب تک برگشتگان دین متین کو پھر حلقۂ اسلام میں واپس نہ لے آؤنگا۔
چین سے نہ بیٹھوں گا۔ چنانچہ حضور ممدوح الشان کے سراپا درد اور زریں ارشادات
کی تعمیل میں ۲۳۔ اپریل ۱۹۲۳ء سے اب تک سات وفود میدان ارتداد میں پہونچ
چکے ہیں جن کی سرگرمیوں کا مختصر خاکہ اور اطلاعات ضروری وقتاً فوقتاً اخبارات
میں شائع ہوتی رہی ہیں لیکن اس جماعت کا نہ کوئی اپنا پریس ہے نہ دوسری انجمنوں
کیطرح اس کا کوئی زبردست آرگن ہے۔ اسلئے بعض قابل قطع برید کے نذر ہوئے
اکثر جرائد نے کسی خاص وجوہات سے ضروری اطلاعات کو دانستہ نظر انداز کر دیا اور
کچھ یوں بھی اپنی جماعت کا مطمع نظر محض خدمات دینی اور اعلائے کلمۃ الحق تھا۔
دید قصور ان کا پہلا سبق اور اظہار ریا سے انکی طبائع کو اصولاً نفور تھا۔ اسلئے
بھی پبلک اور اکابر طریقت اب تک انجمن ہذا کی سرگرمیوں کے نتائج سے بہت کچھ
بے خبر ہیں پس یہ سیاہی رپورٹ بھی محض لوجہ اللہ شائع کیجاتی ہے۔ تاکہ حضور قبلہ
عالم اعلیٰ حضرت جناب شاہ صاحب روحی فداہ کے سات لاکھ خدام کی آگاہی
اور مزید تحریص و تشویق کا باعث ہو اور مجاہدین کا گروہ حق پژوہ اسیطرح میدان ارتداد
میں گامزن ہو کر اشاعت کلمۃ الحق اور انسداد ارتداد میں اپنی زندگیاں وقف کرتے رہے

امداد ارباب ہمت یہاں آسکیں وہ مالی اعانت سے اس مبارک مقصد کو کامیاب بنانے کی سعی بلیغ کرتے رہیں۔

اراکین وفود

سناہی وار ہیں ۲۰۰ اراکین حضور قبلہ عالم اعلےٰحضرت جناب شاہ صاحب محدث علی پوری مدظلہ العالی نے میدان ارتداد میں بھیجے ہیں جن میں اکثر ضلع رہتک کے مسلم راجپوت پنشنر سردار اور معزز زمیندار۔ واعظ و لیکچرار ہیں۔ حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب اخگر امرتسری جناب مولانا مولوی امام الدین صاحب رائے پوری جیسی مقدس ہستیاں ان اراکین وفود کی رہنما اور اپنے جذبات محبت اور روحانیت سے مسلمانوں کے دلوں کو تسخیر کر رہی ہیں۔ ان حضرات نے جو انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔ اسکا صحیح منظر مقامی مشاہدات کے بغیر محض لفظوں میں دکھانا بہت مشکل ہے۔ مگر تاہم مختصر فوٹو نذر ناظرین ہے۔ اور یہ عجیب واقعہ ہے کہ ہم اپنے بہتر مجاہدین کی قربانی کا صحیح نقشہ اپنی سناہی رپورٹ مختتمہ عشرہ محرم الحرام میں پیش کرتے ہیں جس سے حضرت سید الشہداء شہید کربلا جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آنحضرت کے بہتر رفقا کی یاد تازہ ہوتی ہے اور حضور ممدوح الشان کی الوالعزم شجاعت اور بے نظیر استقامت اور اسلام کی صداقت پر آنحضرت کی شہادت آج مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگا رہی ہے اور مژدہ سنا رہی ہے کہ امام ہمام حضرت سید الشہداء کی یادگار اور سچے جانشین حضرت سید السادات جامع الحسنات عظیم البرکات قبلہ عالم عالیجناب حضرت مولانا حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری مدظلہ العالی اور آنحضرت کے بہتر ہی خدام کی فتنہ ارتداد میں سرگرم ایثار قربانی ایک مماثلت مناسبت دکھا کر یہ آواز بلند

تمہارہی ہے کہ ؎

قتل حسین اصل میں قتل یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یزید اور اُسکے رفقائے شام و کوفہ نے آل رسول کا نام و نشان صفحہ عالم سے مٹا دینے کا عزم بالجزم کر لیا تھا۔ مگر بفضل تعالےٰ آج دنیائے اسلام کے ہر گوشہ و ہر قریہ میں حضرات سادات عظام کے نونہال موجود ہیں اور سرتاج الاولیا سید السادات حضرت قبلہ عالم جناب شاہ صاحب محدث علی پوری اسی بوستان نبوی کے شگفتہ پھول ہیں جن سے آج دنیائے اسلام مہک رہی ہے۔ مگر یزید و شمر علیہ ما علیہ کا نام لیوا دنیا میں ڈھونڈا نہیں ملتا۔ تو کیا اسلام کے مٹانے والے اور اس مصلح اعظم مجدد مائۃ حاضرہ سبط حسین حضرت شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے مقابلہ پر کھڑے ہونے والے اب بھی عبرت حاصل نہیں کرینگے ہمیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے یقین کامل ہے کہ اب تک جس نے اس شیر خدا کا مقابلہ کیا وہ یا تو سچا حلقہ بگوش اسلام ہو گیا ہے ورنہ تباہ و برباد ہو گیا ہے ؁

اسمائے گرامی ارکین وفود جنہوں نے ماہی دال میں کام تبلیغ و تدریس سرانجام دیا

حضرت مولانا غلام احمد صاحب اخگر امرتسری رسالدار شیر محمد خان صاحب راجپوت جمعدار قاسم علی خاں صاحب راجپوت جمعدار محمد علی خاں صاحب راجپوت بہور خانصاحب راجپوت قاسم علی خاں صاحب راجپوت بہرام خاں صاحب راجپوت منشی نجیب خاں صاحب راجپوت۔ ارشد خانصاحب راجپوت اسمٰعیل خاں صاحب راجپوت حاجی جان محمد صاحب راجپوت مقصود علی خانصاحب نگار راجپوت محمد سعید صاحب نعت خواں راجپوت۔ میاں لبھو خاں صاحب۔

منشی حفیظ الدین صاحب رتنگی منشی غلام مصطفےٰ صاحب ڈاکٹر عبد العزیز خانصاحب
راجپوت۔ منشی محمود علی خاں صاحب کمپونڈر رتنگی راجپوت جمعدار سبکتگین خاں
صاحب راجپوت حضرت مولانا امام الدین صاحب لسے پوری مولوی غلام فرید
صاحب منشی رحمت اللہ صاحب حافظ صالح محمد صاحب راجپوت۔
فیض محمد خاں صاحب راجپوت جمعدار سلیمان خاں صاحب راجپوت۔ منشی
کرم علی صاحب راجپوت احمد خاں صاحب راجپوت بیسے خانصاحب راجپوت
منشی مقصود علی خاں لالی راجپوت نور محمد خاں صاحب راجپوت مراد علی
خاں صاحب راجپوت مقبول خاں صاحب راجپوت منشی محمد شفیع صاحب
راجپوت منشی عالمگیر خاں صاحب راجپوت محمد یوسف خاں صاحب راجپوت
محمد اسحاق خاں صاحب راجپوت یعقوب علی خاں صاحب راجپوت علی محمد
خانصاحب راجپوت حاجی قائم الدین صاحب منشی علی محمد صاحب اجنالہ
مولوی عبد الکریم صاحب حاجی نبی بخش صاحب مولوی ظہور شاہ صاحب
قاری فضل دین صاحب مقصود علی خاں صاحب کہری ننگل راجپوت۔
اسحاق خاں صاحب کہری ننگل راجپوت منشی نور محمد صاحب ننگانہ راجپوت
بابو نیاز علی صاحب مولوی مہتاب شاہ صاحب مولوی گل نواز خاں صاحب
منشی محمد سعید صاحب منشی امان الرحمان صاحب ڈاکٹر محمد لطیف صاحب
ڈاکٹر محمد حنیف صاحب منشی رحمت اللہ صاحب منشی حمید الدین صاحب
منشی جمال الدین صاحب حکیم احمد اللہ صاحب راقم الحروف عبد المجید خاں
قصوری جھجری محمد اسحاق خاں صاحب کلانور راجپوت مولوی سندھے خاں
صاحب منشی فاضل راجپوت بابو عبد العزیز صاحب حاجی مہتاب الدین صاحب
منشی خدا بخش صاحب ولی محمد خاں صاحب راجپوت منشی محمد شفیع خانصاحب

نشان علی صاحب شیر محمد خانصاحب راجپوت تاج محمد خانصاحب راجپوت۔
منشی مہرالدین صاحب مقبول شاہ صاحب۔ صوبیدار محبوب خاں صاحب راجپوت
بہتر اراکین متذکرہ الصدر مختلف شعبوں میں کام تبلیغ و تدریس سرانجام دیتے ہے
ہیں جن کا بالتفصیل ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) شعبۂ تعلیم

صدیوں کے تجربے اور اشاعت کرنیوالی قوموں کے مشاہدے میں یہ بات آچکی ہے کہ سب سے زیادہ موثر اور کارگر شعبہ اشاعت سررشتہ تعلیم ہے۔ اسی بنیاد پر مسیحی مشنریوں نے جابجا سکول و کالج کھول دیئے ہیں۔ آریہ گورکل قایم کر رہے ہیں ہر قوم و ملت اپنا جداگانہ نصاب تعلیم تجویز کر رہی ہے۔ اور فی الحقیقت آئندہ نسلوں کے لئے بالخصوص اور موجودہ افراد قوم کے لئے بالعموم سررشتہ تعلیم ہی زیادہ موثر اور کارآمد ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ ۱۵ ماہ حال کے جلسہ اندھی موضع اوندی ضلع متھرا میں جالاک آریوں نے ۔۔۔ ہزار روپیہ کے بالعوض موضع مذکور کی جائیداد کا فک الرہن کرانا اور جدید چاہ تعمیر کرانا اور ہمہ قسم مالی امداد و اعانت کا وعدہ کر لیا تھا۔ مگر صرف چودہ گھر معہ رفقاء و متعلقین مرتد ہوئے اور وہ تمام ملکانے ارتداد سے محفوظ رہے۔ جنکے بچے ہمارے مدرسہ میں تعلیم پا رہے تھے۔ اسیواسطے ہماری انجمن خدام الصوفیہ نے اضلاع ایٹہ۔ گوڑگانوہ۔ بلند شہر۔ علی گڑھ۔ متھرا میں اٹھارہ مردانہ مدارس جاری کر دیئے ہیں۔ جن میں تقریباً تین سو اڑتالیس طلبا تعلیم پا رہے ہیں۔ اور ان مردانہ مدارس کے علاوہ موضع رحیم پور میں ایک زنانہ مدرسہ جاری ہو گیا ہے جس میں سولہ لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ یہ خواتین اسلام کی قوت ایمانی اور جذبات اسلامی کی زندہ مثال ہے جنکا انگشت

راقم الحروف خاکسار عبدالمجید خاں انسپکٹر مدارس خدام الصوفیہ اواخر ماہ جولائی میں رحیم پور پہنچا۔ اور جمعہ کے بعد وعظ ہوا۔ اہل قریہ کے اصرار پر رات کو بھی مجلس وعظ منعقد ہوئی۔ خاکسار کی پر درد تقریر اور حالت حاضرہ کی مجسم تصویر نے کچھ ایسی تاثیر کی کہ اسی مجمع میں جنابہ والدہ صاحبہ منشی محمد عثمان خاں صاحب نمبر دار موضع رحیم پور نے نہایت پاکیزہ خیال اور ذی علم ہیں اپنے صاحبزادہ کی معرفت اعلان کیا کہ آئندہ میں اپنی زندگی خدمات دینی کے لئے وقف کرتی ہوں۔ اور مجھ معمرہ سے اب زیادہ خدمت تو نہیں ہو سکتی۔ ہاں اپنے گاؤں کی لڑکیوں کو قرآن کریم اور مسائل دینیات کی کتابیں پڑھایا کرونگی۔ اور اگر انجمن خدام الصوفیہ اور ہمارے سردار حضور قبلہ عالم عالیجناب شاہ صاحب روحی فداہ سرپرستی قبول فرماویں تو یہی امر ہمارے لئے اس دینی مدرسہ میں خیر و برکت اور ہماری سعادت کے لئے کافی ہے۔ ورنہ اس زنانہ مدرسہ کا کوئی بار انجمن پر نہیں ڈالا جائے گا۔ نہ مجھے بفضلہ تعالیٰ تنخواہ کی ضرورت ہے نہ مکان کا فکر ہے نہ سقہ اور خاکروب کی ضرورت ہے۔ صرف فرش اور ابتدائی قاعدہ اور پارے انجمن سے مل جاویں تو غنیمت ہے ورنہ ہم خود انتظام کرینگے فرش بھی اگر انجمن کیطرف سے نہ ملا تو ہم خود مہیا کریں گے۔ مائی صاحبہ کا ایثار اور انکی ہمت قابل تقلید ہے اگر خواتین اسلام اسطرح مائل بہ اصلاح ہو جائیں تو پھر انسداد ارتداد کا مسئلہ خود بخود بآسانی حل ہو جائے گا۔

فہرست مدارس علاقہ ارتداد

نمبر شمار	مقام مدرسہ	نام مدرس	تعداد طلبہ
۱	موضع رونڈھی ضلع متھرا	منشی نصیب خاں صاحب	۲۴

نمبر شمار	مقام مدرسہ	نام مدرس	تعداد طلبہ
۲	نگلہ سہار ضلع متھرا	منشی محمد شفیع صاحب	۲۵
۳	موضع سوجان ضلع علیگڈھ	منشی احمد خاں صاحب	۱۹
۴	موضع مجھولا تحصیل علی گنج ضلع ایٹہ	منشی عالمگیر خاں صاحب	۴۰
۵	مدروالہ " "	منشی امیر محمد خاں صاحب	۳۲
۶	موضع علی پور " "	منشی نور محمد خاں صاحب	۱۶
۷	موضع اکبرپور " "	منشی غلام فرید صاحب	۱۶
۸	پہرہ " "	منشی مقصود علی خاں لابلی	۱۹
۹	سنجواڑی ضلع گوڑگانوہ	مولوی ظہور شاہ صاحب	۲۴
۱۰	موضع چاندٹ "	منشی امام الرحمن صاحب	۱۲
۱۱	رحیم پور "	منشی رحمت اللہ خاں صاحب	۲۱
۱۲	بلبٹی "	مولوی گل نواز خاں صاحب	۱۵
۱۳	موضع گھاگوٹ ضلع گوڑگانوہ	مولوی مہتاب شاہ صاحب	۲۵
۱۴	اکبرپور دہکوڑہ	منشی حمیدالدین صاحب	۱۵
۱۵	ورہ ضلع بلندشہر	مولوی صدیق اللہ صاحب	۱۲
۱۶	بڈراون ضلع گوڑگانوہ	منشی جمال الدین خاں صاحب	۶
۱۷	نگلہ محمد ضلع ایٹہ	بابو نیاز علی خاں و احمد سعید صاحب	۱۲
۱۸	پارولی ضلع گوڑگانوہ	حکیم احمد اللہ خاں صاحب	۱۴
		میزان	۳۴۸

الحمدللہ ان مدارس میں ۳۴۸ طلبا تعلیم پاتے ہیں جن میں سے بہت سے بچوں کا قرآن شریف شروع ہوگیا ہے کچھ بچے قاعدہ عربی پڑھ رہے ہیں۔ نماز

سکھلائی جاتی ہے اور آداب و اخلاق کی تربیت ہو رہی ہے اگر یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ
کچھ عرصہ جاری رہا تو یہ علاقہ نہ خود فتنہ ارتداد سے مامون و مصئون ہو جائے گا بلکہ
ان مدارس کے فارغ التحصیل طلبا دوسرے اضلاع کے لئے تبلیغ کا کام کرنے کے
لئے دستیاب ہو سکیں گے جسقدر مبلغین اپنے زیر اثر علاقہ میں درس تدریس پر مامور
ہیں یہ لوگوں کو نماز سکھلاتے اور انسداد ارتداد کی تدابیر پر بھی عملدرآمد کرنے کے
ذمہ دار ہیں اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ شعبہ تعلیم نے اپنے زیر اثر علاقہ کو بڑی
حد تک ارتداد سے بچالیا یا آیندہ کے لئے محفوظ کر لیا ہے چنانچہ اوپر اشارۃً ذکر
کر چکے ہیں کہ موضع رندھی ضلع متھرا کے ملکانوں نے [illegible] روپیہ کے وعدہ
انفکاک جائداد اور تعمیر چاہ و چوپال وغیرہ پر تاریخ ارتداد بھی مقرر کی مگر جسقدر طلبا
ہمارے مبلغین کے زیر تعلیم تھے وہ اور ان کے والدین ارتداد سے محفوظ رہے اور
اس کامیابی پر منشی نصیب خاں صاحب معلم مبارکباد کے مستحق ہیں اسی طرح دیگر
مدارس میں صغیر سن بچوں کا دست بستہ کھڑا ہو کر تحمید و ثنا پڑھنا اور صرف
چار یا سالہ عمر کے بچوں کو شعار اسلام اور آداب و اخلاق کا پابند ہو جانا اسی ابتدائی
سعی کے ذریں کارناموں میں سے ہے اب یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے
ان نونہال اور پاک روحوں کو فتنہ ارتداد کے شر سے محفوظ رکھے گا مردانہ مدارس
کے علاوہ زنانہ مکتب رحیم پور کی کثیر التعداد لڑکیوں کے تلفظ و مخارج عجیب حیرت افزا
ہیں مردانہ مدارس میں صحیح مخارج کا اسقدر انتظام نہیں ہوا جتنا زنانہ مدارس زنانہ
مدرسہ میں دیا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جناب بانی صاحبہ کے فضل و کمال کا نتیجہ
ہے ان کے صاحبزادہ منشی عثمان خاں صاحب بھی قرآن کریم اتنا صحیح پڑھتے ہیں
شہروں میں بھی تھوڑے حفاظ و قراء ان پڑھ سکیں گے اور رموز اوقاف قرآنی
کے بڑے پابند اور ماہر معلوم ہوتے ہیں ہمکو اللہ پاک کی ذات پر بھروسہ ہے کہ

مردانہ مدارس کے طلبہ اپنے گاؤں کے لئے ہی معلم و مبلغ بن سکتے ہیں تو زنانہ اسکول سینکڑوں معلم دوسرے اضلاع کے لئے مہیا کرتا رہے گا۔ بہرحال ان لڑکیوں کو بڑا ہو کر شادی کے بعد اپنے اپنے سسرال میں جانا ہے اور وہاں اپنی تعلیم اپنی تہذیب اپنے اخلاق اپنے آداب سے جاہل طبقہ کو مسخر کر لینا ہے۔ میری رائے ناقص میں یہ ایک زنانہ مدرسہ اٹھارہ مردانہ مدارس کے برابر مفید اور ضروری ہے۔ مولانا امام الدین صاحب قبلہ کی روحانیت اور محبت و اخلاص سے ضلع ایٹہ کے جملہ مدارس میں اسلام کی روح پھونک دی گئی ہے اور آپ کی نظر کیمیا اثر سے مبلغین و معلمین بھی اسوۂ حسنہ اور موعظت و حکمت پر عملدرآمد کرنے لگے ہیں۔ انکی مساعی جمیلہ قابل تحسین ہے۔ کہ دن بھر بچوں کی تعلیم تربیت میں مصروف رہتے ہیں اور شام کو عام زمیندار جو زراعی کام سے فارغ ہو کر گھروں پر آجاتے ہیں ان کو نماز سکھلاتے اور تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ جس سے ہر ایک گاؤں میں جہاں مدرسے قائم ہیں مسجدیں نمازیوں سے بھری رہتی ہیں۔ صدر مقام مولانا امام الدین صاحب قبلہ یعنی بھجولہ میں نماز کے لئے وسیع مسجد بھی تنگ ہو گئی۔ کوئی شخص سوائے معذور و بیمار کے بے نمازی نہیں رہا۔ ان فیوضات و برکات کو دیکھکر ایک مسلمان کے جسم میں جوشِ اسلامی سے ولولہ اٹھنے لگتا ہے جابجا مجالس میلاد منعقد ہونے لگی ہے اور جو مسلم ملکانے اپنے برتن بھی مسلمانوں سے بچاتے تھے وہ آج ہمارے مبلغین کا پس خوردہ کھا لینا باعث فخر اور صد ہزار برکات تصور کرتے ہیں۔

شفاخانہ

جاری انجمن کی طرف سے موضع نوگانواں ضلع متھرا میں ایک شفاخانہ جاری ہے، جس میں سے ہی روزانہ سات سو بیمار علاج کرا کر فیضیاب ہوتے ہیں۔ اور بڑے

نازک اور خطرناک امراض میں چالیس آپریشن کئے گئے۔ ان شفایاب لوگوں پر شفاخانہ کا خاص اثر پڑا اور وہ ارتداد سے محفوظ رہے اور اکثر مرتد تائب ہو کر مشرف باسلام ہوئے جن کی فہرست رپورٹ ہذا میں شامل کیجائے گی۔

انسداد ارتداد شعبۂ تعلیم اور شفاخانہ سے جس قدر ہو سکا۔ اس کا صحیح تعداد کا اندازہ لگانا تو بہت مشکل ہے لیکن بحیثیت مجموعی کہا جا سکتا ہے کہ بہت کچھ سدباب فتنۂ ارتداد کا تدارک مسطورالصدر سے ہو گیا جس کی وجہ سے مولانا امام الدین صاحب امیر وفد علاقہ ایٹہ اور ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب و ڈاکٹر محمد حنیف صاحب و ڈاکٹر محمد لطیف صاحب وغیرہ احباب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ نوگانواں کے آدمی منشی محمود علی صاحب کمپونڈر و حاجی نبی بخش صاحب کے بھی بہت مدح و ثناخوان ہیں۔

اس ماہی میں ایک سو تیس اشخاص مشرف باسلام ہوئے

اللہ تعالےٰ کا بے شمار احسان ہے کہ اس نے اپنے پیاروں کے صدقہ سے اس قلیل عرصہ میں ایک سو تیس آدمیوں کو نور ایمان سے مشرف باسلام فرمایا۔

فہرست ان اشخاص کی جنہوں نے انجمن ہذا کے اراکین کے ہاتھ پر توبہ کی اور مشرف باسلام ہوئے

نمبر شمار	نام موضع تحصیل و ضلع	تاریخ قبول اسلام	ہندو یا مرتد	چوٹی تھی یا نہیں	سابق نام ہندوانی	نام اسلامی	کسکے ہاتھ پر توبہ کی	نام اطلاع دہندہ
۱	شفا خانہ لوگا گڑاں ضلع متھرا	۱۰ جون ۱۹۲۳ء	مرتد شدہ	چوٹی و جنیو	کیول ملکانہ رکن گلکانہ	قمر خاں	ڈاکٹر عبدالعزیز خاں	ڈاکٹر محمد ظریف صاحب
۲	ایضاً	۲۱ جون "	ایضاً	ایضاً	کہرک سنگھ "	امام علی	ایضاً	ایضاً
۳	ایضاً	"	"	"	نتھے سنگھ "	نتھے خاں	"	"
۴	ایضاً	۲۲ جون "	ہندو	"	دھرم سنگھ "	امیر خاں	"	"
۵	ایضاً	"	"	"	بینی لال	بلا خان	"	"
۶	ایضاً	۲۵ جون	مرتد	"	پیارے لال	حبیب خاں	"	"
۷	موضع پہیرو ضلع علیگڈھ	۰	"	"	گنگا رام	عبداللہ	مولانا امام الدین صاحب	مولانا محمد نوح
۸	علاقہ پلول ضلع گوڑگانوہ	۰	ہندو		ہر بھجن چمار	عبداللہ	قاری فضل دین	قاری فضل الدین
۹	غازی آباد ضلع میرٹھ	۶ جولائی ۲۳ء	"	۰	سرونی بیت سروا کہار	فاطمہ	حضرت صاحبزادہ محمد حسن صاحب	ایضاً

۱۰	موضع سوجان ضلع علیگڈھ	۰	ہندو	۰	بنارام ملکانہ	علی محمد خاں	مولوی غلام فرید صاحب	غلام فرید
۱۱	”	۰	”	۰	بھیکن ”	مبارک علی	”	”
۱۲	”	۰	”	۰	حاکم سنگھ ”	حاکم خاں	”	”
۱۳	”	۰	”	۰	ہرنام سنگھ ”	محمد اشرف	”	”
۱۴	”	۰	”	۰	بالکند ”	غلام محمد	”	”
۱۵	”	۰	”	۰	لکھو ”	صادق علی	”	”
۱۶	”	۰	”	۰	گھاسی ”	عاشق علی	”	”
۱۷	”	۰	”	۰	برجن سنگھ ”	سلطان محمد	”	”
۱۸	”	۰	”	۰	ہزارام ملکانہ	محمد بشیر	”	”
۱۹	نوگانواں ضلع متھرا	۵ جون ۲۳ء	مرتد	۰	رام دیال ملکانہ	حبیب خاں	ڈاکٹر محمد لطیف صاحب	ڈاکٹر صاحب موصوف
۲۰	”	۷ جون ۲۳ء	بلا مرتد	چوٹی کاٹی گئی	طوطا رام ملکانہ	طوطا خاں	”	”

نمبر شمار	نام موضع وضلع	تاریخ قبول اسلام	ہندو یا مرتد	چوٹی یا جنیو تیں یا نہیں	ہندوانی نام	اسلامی نام	کس کے ذریعہ مشرف باسلام ہوئے	نام اطلاع دہندہ
۲۱	نوگاواں ضلع متھرا	۲۰ جون ۲۳ء	بامرتد	چوٹی کاٹی گئی	کاہنا رام ملکانہ	کالے خاں	ڈاکٹر محمد ظریف صاحب	ڈاکٹر صاحب موصوف
۲۲	اونڈی ضلع متھرا	۲۶ جون 〃	〃	〃	رگھبیر سنگھ 〃	عبداللہ خاں	〃	〃
۲۳	〃 〃	۲۸ جولائی 〃	〃	〃	بھرت سنگھ 〃	عبدالرحمٰن	〃	〃
۲۴	〃 〃	〃	〃	〃	رام سنگھ 〃	عبداللہ	〃	〃
۲۵	〃 〃	۹ جون 〃	〃	〃	چھدا 〃	رحیم خاں	〃	〃
۲۶	〃 〃	〃	〃	〃	اوپ سنگھ 〃	کریم خاں	〃	〃
۲۷	〃 〃	〃	〃	〃	بیجے سنگھ 〃	عظیم خاں	〃	〃
۲۸	〃 〃	۹ جولائی 〃	〃	〃	امرلال 〃	شیر محمد خاں	〃	〃
۲۹	〃 〃	〃	〃	〃	پرشادی 〃	ارشاد علی خاں	〃	〃
۳۰	〃 〃	〃	〃	〃	گنپت 〃	چاند خاں	〃	〃

۳۱	نوگاواں ضلع متھرا	۰ جولائی ۲۳ء	بلامرتد	چوٹی کاٹی گئی	پورتا	سعد اللہ خاں	ڈاکٹر محمد ظریف صاحب	ڈاکٹر صاحب موصوف
۳۲	" "	"	"	"	پیشال ملکانہ	عباد اللہ خاں	"	"
۳۳	" "	"	"	"	سوندرا "	محمد علی خاں	"	"
۳۴	" "	"	"	"	سہنی "	عبد الرحمان	"	"
۳۵	" "	"	"	"	جگروپ "	شوکت علی	"	"
۳۶	" "	"	"	"	بدھ سنگھ "	محمد خاں	"	"
۳۷	سہرم پور آگرہ	۳۰ مئی ۲۳ء	مرتد	"	روشن سنگھ "	روشن خاں	صوبیدار محبوب خاں	عبد اللہ
۳۸	" "	"	"	"	محمد علی سابق نام	محمد علی	"	"
۳۹	" "	"	"	"	ٹونڈر ملکانہ	ٹونڈر	" عبد اللہ	"
۴۰	" "	"	"	"	ہریال اور شیر سنگھ	۰	"	"
۴۱	آگرہ دفتر	"	بلامرتد	"	دیوان سنگھ	نظیر خاں	مولوی غلام احمد صاحب	مولوی صاحب موصوف

نمبر شمار	نام موضع و ضلع	تاریخ قبول اسلام	ہندو یا مرتد	چوٹی یا جنیو کٹی یا نہیں	ہندوانی نام	اسلامی نام	کس کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا	نام اطلاع دہندہ
۴۲	آگرہ دفتر	۳۰ مئی ۲۳ء	بلا مرتد	چوٹی کاٹی گئی	بہورے لال	نور خاں	مولوی غلام احمد صاحب	مولوی صاحب موصوف
۴۳	لوگانواں ضلع متھرا	۲۲ جون ۲۳ء	”	”	کہرو	شوکت علی	ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب	عبدالعزیز
۴۴	” ”	”	”	”	سنتی ملکانہ	مولا بخش	”	”
۴۵	” ”	۱۳ جون ۲۳ء	”	”	کوڑمی ”	عثمان خاں	”	”
۴۶	” ”	۱۰ جولائی ۲۳ء	”	”	رنجیت سنگھ ”	رنجیت خاں	ڈاکٹر محمد حنیف صاحب	ڈاکٹر صاحب
۴۷	” ”	”	”	”	بے سنگھ ”	ننھے شاہ	”	”
۴۸	” ”	۱۰ جولائی ۲۳ء	”	”	سکا سنگھ ”	سکھن خاں	”	”
۴۹	” ”	”	”	”	بھیکن سنگھ ”	بھیکن خاں	”	”
۵۰	” ”	۱۲ جولائی ۲۳ء	”	”	سکھی ”	سجن خاں	”	”
۵۱	” ”	”	”	”	شاماں ”	شام خاں	”	”

۵۲	ڈگانواں ضلع متھرا	۱۳ جولائی سنہ	بلا مزید	چوٹی کاٹی گئی	شاماں	محمد غفور	ڈاکٹر محمد حنیف صاحب	ڈاکٹر صاحب
۵۳	〃 〃	〃	〃	〃	گرکن سنگھ	گونگے خاں	〃	〃
۵۴	〃 〃	〃	〃	〃	.	کمال خاں	〃	〃
۵۵	〃 〃	۱۴ جولائی سنہ	〃	〃	سونی چت	امیر دین	〃	〃
۵۶	〃 〃	〃	〃	〃	مسماۃ	نظیرن	〃	〃
۵۷	〃 〃	۱۵ جولائی سنہ	〃	〃	بھورے لعل	بھولا خاں	〃	〃
۵۸	〃 〃	〃	〃	〃	بست سنگھ	سلیم خاں	〃	〃
۵۹	〃 〃	〃	〃	〃	ملچان	کریم خاں	〃	〃
۶۰	〃 〃	〃	〃	〃	ہرجن سنگھ	بہجن لعل	〃	〃
۶۱	〃 〃	۱۶ جولائی سنہ	〃	〃	ہندو سنگھ	محمد خاں	〃	〃
۶۲	〃 〃	〃	〃	〃	جگ روپ	شوکت علی	〃	〃

نمبر شمار	نام موضع وضلع	تاریخ قبول اسلام	مرتد یا غیر مرتد	چوٹی کاٹی گئی یا نہیں	ہندوانی نام	اسلامی نام	کس کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا	نام اطلاع دہندہ
۶۳	نوگانواں ضلع متھرا	۱۰ جولائی سنہ ۲۳ء	بلا مرتد	چوٹی کاٹی گئی	کہتا	نذیر خاں	ڈاکٹر محمد حنیف صاحب	ڈاکٹر صاحب
۶۴	" "	"	"	"	بجے سنگھ	محبوب خاں	"	"
۶۵	" "	۱۰ جولائی سنہ ۲۳ء	"	"	کشتان	قایم خاں	"	"
۶۶	" "	"	"	"	بودھ سنگھ	دلدار خاں	"	"
۶۷	" "	"	"	"	پورن سنگھ	بڑھا خاں	"	"
۶۸	جساپور تحصیل پلول	۲۳ جولائی سنہ ۲۳ء	"	"	بورا	محمد خاں	مولوی گل نواز خاں	مولوی صاحب
۶۹	" "	"	"	"	منگل	عبدالغفور	"	"
۷۰	" "	"	"	"	منگل	عبدالعزیز	"	"
۷۱	" "	"	"	"	دلیپ	غلام مرتضےٰ	"	"
۷۲	" "	"	"	"	سبحانی	غلام احمد خاں	"	"

۷۳	جسا پور تحصیل پھول	۲۳ جولائی ۲۳ء	بنا مرتد	چوٹی کاٹی گئی	دھرپال	عبدالغنی	مولوی گل نواز صاحب	مولوی گلنواز صاحب
۷۴	” ”	”	”	”	تونیا	عبدالغفار	”	”
۷۵	” ”	”	”	”	بوندے	محمد حنیف	”	”
۷۶	علی گنج ایٹہ	۲۱ جولائی ۲۳ء	”	•	مسماۃ رام دیتی برہمنی	محمدی	مولوی امام الدین صاحب	مولوی صاحب موصوف
۷۷	” ”	”	”	•	مسماۃ پھول بتی	احمدی	”	”
۷۸	” ”	”	”	•	دکیلن	دکیلن	”	”
۷۹	” ”	”	”	چوٹی کاٹی گئی	گنگا پرشاد	نیاز محمد	”	”
۸۰	” ”	”	”	•	رام پیاری	زینب	”	”
۸۱	” ”	”	”	•	بدھو	عبدالصمد	”	”
۸۲	الہ پور اترس	۲۹ جولائی ۲۳ء	مرتد شدہ	”	سکھی	سبحان خاں	منشی محمد سعید صاحب	محمد سعید
۸۳	کلو کا نگلہ	”	”	”	دھوپ سنگھ	احمد خاں	”	”

نمبر شمار	نام موضع و ضلع	تاریخ قبول اسلام	ہندو یا مرتد	چوٹی یا جنیو بخش یا نہیں	ہندوانی نام	اسلامی نام	کس کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا	نام اطلاع دہندہ
۸۴	سربھٹہ لپول	۲۳ جولائی ۲۳ء	بلا مرتد	کاٹی گئی۔	رلیپ سنگھ	عبد الصمد	قاری فضل دین	فضل دین
۸۵	״	״	״	״	انوارسی	عبد الرحمان	״	״
۸۶	لمبی پیول	۲۰ جولائی ۲۳ء	״	״	گل شیر	محمد حنیف	مولوی گل نواز صاحب	گجنوانہ
۸۷	شفاخانہ موگا نوال	״	״	״	ستگھ دیپ سنگھ	عبد الرحمان	حاجی نبی بخش	״
۸۸	״	״	״	״	نہال سنگھ	عبد العزیز	״	״
۸۹	״	״	״	״	سری پال	عبد الحفیظ	״	״
۹۰	״	۲۳ جولائی ۲۳ء	״	״	رام چند	روشن خاں	״	״
۹۱	״	״	״	״	گنیش	جان محمد خاں	״	״
۹۲	״	״	״	״	بھجن	دین محمد	״	״
۹۳	״	۲۵ جولائی ۲۳ء	״	״	گنپت	حامد خاں	״	״

۹۴	شفاخانہ نوگانواں	۲۵ جولائی ۲۳ء	بلا مرتد	چھوٹی کالی تپی	سیبنی	ثناء اللہ خاں	حاجی نبی بخش صاحب	حاجی صاحب
۹۵	〃 〃	〃	〃	〃	رام سنگھ	نور خاں	〃	〃
۹۶	〃 〃	〃	〃	〃	رسال سنگھ	احسان خاں	〃	〃
۹۷	〃 〃	۲۶ جولائی ۲۳ء	〃	〃	سفلی	اشرف خاں	〃	〃
۹۸	〃 〃	〃	〃	〃	خدا بخش	خدا بخش	〃	〃
۹۹	موضع چھبتہ ضلع ایٹہ	〃	〃	〃	گوکل	گل محمد	مولوی امام الدین صاحب	مولوی صاحب موصوف
۱۰۰	〃 〃	〃	〃	〃	طوطا	عبداللہ	〃	〃
۱۰۱	〃 〃	〃	〃	.	پھیرہ	عبدالکریم	〃	〃
۱۰۲	〃 〃	〃	〃	.	سورج پال	شکور خاں	〃	〃
۱۰۳	〃 〃	〃	〃	.	بجے پال	غفور خاں	〃	〃
۱۰۴	〃 〃	〃	〃	.	سندر	رحیم خاں	〃	〃

نمبر شمار	نام موضع وضلع	تاریخ قبول اسلام	مرتد یا غیر مرتد	چوٹی کاٹی گئی	ہندوانی نام	اسلامی نام	کس کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا	نام اطلاع دہندہ
۱۰۵	موضع چھتہ ضلع ایٹہ	۲۶ جولائی ۲۳ء	بلا مرتد	چوٹی کاٹی گئی	بوری	بدر الدین	مولوی امام الدین صاحب	مولوی صاحب موصوف
۱۰۶	″ ″	″	″	•	سوبھا	شیر محمد	″	″
۱۰۷	″ ″	″	″	•	جوہری	جمال الدین	″	″
۱۰۸	″ ″	″	″	•	ملکھان	محمد خاں	″	″
۱۰۹	″ ″	″	″	•	کیول	احمد خاں	″	″
۱۱۰	″ ″	″	″	•	پاربتی	فاطمہ	″	″
۱۱۱	″ ″	″	″	•	سماۃ لڑوانی	نوری بی	″	″
۱۱۲	″ ″	″	″	•	پھوکملی	زینب	″	″
۱۱۳	″ ″	″	″	•	سماۃ بھلی	عائشہ	″	″
۱۱۴	″ ″	″	″	•	″ دلا	اکبری	″	″

۱۱۵	موضع چھچہ ضلع ایٹہ	۲۶ جولائی سنہ ۲۳ء	بالمرتد	چوٹی کاٹی گئی	سماۃ شرتی	احمدی بی	مولوی امام الدین صاحب	مولوی صاحب موصوف
۱۱۶	مجھولا ضلع ایٹہ	"	"	۔	ستھرخاں ملکانہ	نورمحمد خاں	"	"
۱۱۷	گنوری۔ گوڑگانوہ	۹ جولائی سنہ ۲۳ء	"	۔	رام دیال "	خدا بخش	مولوی ظہور شاہ	ظہور شاہ
۱۱۸	" "	"	"	۔	نرسنگھ داس	عبد اللہ	"	"
۱۱۹	نواب متھرا	"	مرتد شدہ	چوٹی کاٹی گئی	کیول سنگھ	مقبول خاں	حاجی نبی بخش	حاجی نبی بخش
۱۲۰	دیر بند شہر	۱۸ اگست سنہ ۲۳ء	ہندو	"	فتح چند برہمن	فتح محمد	عبد المجید انسپکٹر مدارس	عبد المجید خاں
۱۲۱	نوگانواں متھرا	۱۰ اگست سنہ ۲۳ء	مسلمان	"	چورے خاں	چورے خاں	حاجی نبی بخش صاحب	حاجی صاحب
۱۲۲	" "	۱۱ اگست سنہ ۲۳ء	۔	۔	گنیش سنگھ ملکانہ	اکبر خاں	"	"
۱۲۳	نند نگلہ۔ ایٹہ	۱۵ اگست سنہ ۲۳ء	ہندو	چوٹی کاٹی گئی	موتی	محمد شفیع	عبد المجید خاں انسپکٹر مدارس	عبد المجید خاں

جن مسلمان ملکانوں کے صرف نام تبدیل کئے گئے اور چوٹی کاٹی گئی۔ ان کی تعداد ستر ہے۔ مگر ان کے علاوہ تیس آدمیوں کے صرف نام تبدیل ہوئے اور چوٹی کاٹی گئیں۔ دو سو پندرہ (۲۱۵) آدمیوں کو نماز پر قائم کیا گیا۔

تبلیغ اور انسداد ارتداد

اراکین و قوم میں سے بہت سے ذی وجاہت فوجی پنشنر سردار جو ضلع رہتک کے مسلمان راجپوت ہیں اور ان میں سے کئی اراکین کی شادیاں رشتہ داریاں ملکانہ مسلم راجپوتوں کے ہمراہ ہیں مثلاً مقصود علی خاں دو مرتبہ اس علاقہ ارتداد میں اپنی شادی کر چکا ہے ایسے تعلقات کی بنا پر ملکانے راجپوت ہمارے مبلغین سے عموماً بہت کم نفرت کرتے ہیں۔ اور ان کے ہمراہ خورد و نوش حقہ پانی روا جاری رکھتے ہیں بعض اجل دیہات اس خصوصیت سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ تجویز اعلیٰ حضرت قبلہ عالم جناب شاہ صاحب علی پوری مدظلہ العالی کی نہایت مناسب اور مفید ثابت ہوئی کہ اب تک جلد و فود رہتک ضلع سے بھیجے گئے اور ان میں عموماً راجپوت مسلمان اراکین مبلغین تھے۔ ان مبلغین کا بڑا گہرا اثر پڑا وہ ان علاقہ ارتداد کے دیہات میں پھر کر پنچایتی اصول سے لوگوں کو فتنہ ارتداد سے بچاتے رہے اور نماز روزہ کی طرف مائل کرتے رہے۔ حضرت مولانا امام الدین صاحب قبلہ و دوسرے واعظین بھی بوقت ضرورت وعظ و تقریر کرتے رہے ہیں۔ الحمدللہ کہ اب محفل میلاد منعقد ہونے لگی ہیں۔ اور ملکانوں کے خوش آواز بچے نعت شریف پڑھتے اور بوقت قیام سلام پڑھتے ہیں:

دوآبہ جمنا و گنگا اور برج کے علاقہ میں چونکہ مادہ پرستی اور ہندو بھائیوں کے بھگوان کرشن علیہ السلام کے مشہور کارناموں کے آثار نے دنیائے اسلام کو پریشان کر رکھا ہے وہ ظلمتیں اور فسق و فجور و دریا پرستی گئو پرستی کی تاریک گھٹائیں اس علاقہ کے ملکانے مسلم راجپوتوں کے دلوں پر ایسی سیاہی بچھا چکی ہیں کہ سوائے بنک کھلوانے روپیہ حاصل کرنے اور چاہ چوپال بنوانے یا مسجد تعمیر کرانے کے دوسری بات

نہیں کرتے۔ آریوں اور مرزائیوں نے انکو ایسی چاٹ لگادی ہے کہ نماز بھی بغیر تنخواہ
اور وظائف کے سیکھنے کو تیار نہیں ہے الحمد اللہ کہ انجمن خدام الصوفیہ اور اسکے اراکین
کی خدمات جلیلہ باوجود مسدود سرمایہ کے نہایت نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہیں موضع چھولہ
میں آریوں نے شدھی کی تاریخ مقرر کی اور اپنی ریشہ دوانیوں اور زر ریزیوں سے
اکثر طامع اور بے خبر ملکانوں کو دل پر ارتداد کر لیا۔ ایک شخص فوجدار خاں عمائد قریہ
سے ان کے دام تزویر میں پھنسا چاہتا تھا۔ اس وحشت ناک خبر کو سنکر مولانا امام الدین
صاحب قبلہ فوراً وہاں پہونچے اور بٹھا کر ظالم و فوجدار خاں کو بلوا کر گفتگو شروع کی
فوجدار خاں نے کہا کہ تم پنجابی مولوی اب ہمکو نصیحت کرنے اور شدھی سے روکنے
کے لئے آئے ہو۔ چند روز میں تم تو چلے جاؤ گے اور ہمکو ان ہندو ٹھاکروں میں چھوڑ
جاؤ گے۔ یہ اگر ہمارے چھپر جلادیں اور ہم پر سختی کریں تو تم پنجاب میں بیٹھے ہوئے
ہمارے کیا کام آسکتے ہو۔ مولوی صاحب ممدوح کو اسکی اس بات کا بڑا خیال ہوا
آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے آپ نے آب دیدہ ہوکر فرمایا کہ بھائی یہ سفید
نورانی داڑھی آپ کی کاٹ کر جلادی جاوے اور آپ کو گائے کا پیشاب پلادیا جاوے
پھر میں چھوڑ کر پنجاب چلا جاؤں ہرگز نہیں اگر تم مجھے کہو تو تمام عمر خدا کی قسم اپنے
اہل و عیال چھوڑ کر تیرے پاس گذار دوں گا۔ اگرچہ بھیک مانگکر گذارہ کروں لیکن
یہ گوارہ نہیں ہے کہ میرے مسلمان بھائی کی نورانی سفید داڑھی کاٹ کر جلادیجاوے
اس بات کا فوجدار خاں پر بڑا اثر ہوا اور اصل بات تو یہ ہے کہ آریہ روپیوں کی نچھاور
کرتے تھے ہمارے مولانا ممدوح کے پاس روپیہ نہیں تھا۔ مگر درد دل تو تھا۔ آپکے
آنسوؤں کے چند قطرے گوہر نایاب کی قیمت رکھتے تھے۔ وہ بارگاہ خداوندی میں
مقبول ہو گئے اور الحمد اللہ موضع راجوڑہ شدھی سے محفوظ رہا اسیطرح قصبہ علی گنج میں
ایک برہمنی نے مساۃ رام پیاری جو مسلمان ہو گئی تھی ایک پٹھان کے ساتھ نکاح بھی کر گئی

تھی جسکے ایک لڑکی ہندو خاوند کی مسماۃ رام دیوی اور دو لڑکیاں بھول بتی اور
وکیلن و ایک لڑکا گنگا پرشاد پٹھان خاوند سے پیدا ہوئے مگر عورت کا رنگ یہاں
تک غالب رہا کہ بچوں کے نام بھی خانصاحب نے ہندوانی رکھے آخر کچھ دنوں کے
بعد خاوند فوت ہوگیا اور وہ رہتی اپنے بچوں کو لیکر ہندوؤں کے محلہ میں جا رہی اس
ہنگامہ دارو گیر اور فتنہ ارتداد میں بھلا وہ ہندو نژاد عورت اور اسکی لڑکیاں کسطرح
محفوظ رہ سکتی تھیں جبکہ وہ ہندوؤں کے محلہ میں آباد ہوں انکی صحبت ہر وقت کا
میل جول آخر وہ سب مرتد ہونے کے لئے تیار ہوگئیں۔ اس معاملہ کی خبر امیر وفد مولانا
امام الدین صاحب قبلہ کو ہوئی تو آپ فوراً علی گنج پہونچے اور آپنے مسلمانوں کا ایک مختصر
جلسہ کیا۔ جسمیں رئیس شہر نواب بقاء اللہ خاں صاحب اور منشی الطاف حسین خاں صاحب
ممبر وارڈ و دیگر عمائد شہر جمع ہوئے مولانا ممدوح نے کچھ ایسے دردانگیز لہجہ سے تقریر کی
کہ نواب بقا اللہ خانصاحب کے آنسو ٹپکنے لگے۔ آپ انگریزی خوان نوجوان ہیں مولانا
صاحب کی تقریر سے کچھ ایسا اثر ہوا کہ نواب صاحب چشم پر آب کھڑے ہوگئے اور
فرمایا کہ میں اس سے پہلے بھی ایک کمیٹی بنانے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ الحمد اللہ ہمکو بفضلہ
تعالےٰ یہ موقعہ مل گیا کہ اولیا اللہ کے سایہ میں رہکر ہم اجتماعی طور پر خدمت اسلام
بجالائیں بس آج ہی انجمن خدام الصوفیہ کی ایک شاخ علی گنج میں قایم ہو جانے
نواب صاحب کی تحریک سے انجمن قایم ہوگئی۔ بہلی حسن تدبیر اور سعی مشکور انعقاد
انجمن کے بعد یہ ظہور میں آئی کہ نواب صاحب بقا اللہ خاں بنفس نفیس چند اراکین
کے ہمراہ مسماۃ رام پیاری مذکور العدر کے مکان پر پہونچے اور اسکو سمجھایا آپکے بارعب
طرز کلام اور محبت جو افزا نہ سے کوئی مخالف سد راہ نہ ہوسکا۔ مسماۃ رام پیاری بہ
طیب خاطر اس محلہ سے متعلقین مسلمانوں کے محلہ میں چلی آئی اور اس نے اشدھی کا
سب سامان اپنے ہاتھ سے باہر پھینکدیا اور خداتعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ حضرت مولانا

امام الدین صاحب کی روحانیت اور نواب لقاء اللہ خانصاحب کی مساعی جمیلہ سے بالآخر سب اپنے متعلقین کے راسخ الاعتقاد مسلمان ہو گئی۔ ہندوانی نام تبدیل کر دیئے گئے اور گنگا پرشاد لڑکے کی چوٹی کاٹ دی گئی۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے ؛

(۳) منگلا مرسنگہ ہیں سکندرخاں معہ ستر ہ متعلقین مرتد ہو گئے۔ الحمد اللہ کہ مولانا امام الدین صاحب اور ہمارے مبلغین کے ناصحانہ مکالموں اور درد و جذبات خالی نہ گئے۔ بارہ اشخاص تائب ہو گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ ارتداد کا بخوبی سدباب ہو گیا ہے ؛

(۴) آگرہ کے نواح میں موضع سکندرہ ایک بستی ملکانوں کی ہے جہاں ہندوستان کا مغل اعظم شہنشاہ اکبر اپنی صلح کل پالیسی کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ کر خاموشی کی چادر اوڑھے آرام کر رہا ہے لیکن اسکی گنگا جمنی شہنشاہت گنگا و جمنا کے درمیانی علاقہ میں آج تین سو سال کے بعد بھی اپنا اثر دکھا رہی ہے کہ نومسلم ملکانے اس شہنشاہ کی طرح بہت کچھ رسومات ہندوانی کے پابند ہیں اور برائے نام مسلمان اور بھیڑیئے کہلاتے ہیں۔ ختنہ کراتے ہیں۔ قاضی سے نکاح پڑھواتے ہیں اور مرے پر دفن کئے جاتے ہیں۔ مسجدیں بھی ہیں جو انکی اسلامی زندگی کا ثبوت ہے۔ سروں پر چوٹی ہے۔ نام ہندوانی ہیں۔ برہمن کی عزت۔ گئو ماتا کی رکھشا اور چھوت چھات سب ہندوؤں کی طرح کرتے ہیں چونکہ ان کی طبایع کا ہندوانی عادت و فضایل کیوجہ سے زیادہ تر ہندوؤں کیطرف رجحان ہے۔ ذرا سی تحریک۔ طمع اور بھرت ملاپ کے نظر فریب مقرہ بازی فوراً ہندوؤں کیطرف مایل کر دیتی ہے اگر ان کو اشدھی سے روکنے والی ہے تو محض اسلام کی صداقت یا ہندوؤں کی قومی منافرت اسلام کی صداقت قرآن پر اسوقت اثر کر سکتی ہے جبکہ وہ ہمارے علماء کی سینیں۔ کلام الٰہی اور حقانیت اسلام کے وعظ کی مجلس میں آ میں طالب حق بنتے ہوں۔ یا کم از کم کسی

مبلغ وواعظ کی تقریر سننے کے روادار ہوں۔ وہاں تو محض اجرائے بنک اولتے قرضہ تعمیر چاہ و چوپال کا سوال ہے اس سے زیادہ گفتگو کیجائے تو آہوئے صحرا کیطرح نا آشنا بن جاتے ہیں۔ اب انسداد ارتداد کے لئے دوسرا ذریعہ باقی رہا۔ وہ یہ کہ جتنے ملکانے مرتد ہو گئے ہیں ان کو اب تک برہمن ویش چھتری اور ہندو ٹھاکروں نے فی الحقیقت اپنے میں بہ پابندی قیود رسم و رواج اپنے میں نہیں ملایا۔ نہ مرتد ملکانوں کے ساتھ کھان پان (خورد و نوشش) ہے اور نہ بیٹی روٹی (باہمی رشتہ قرابت) کا اہم سوال اب تک حل ہو سکا ہے۔ اور دوسری طرف مرتد ملکانوں سے ان کے مسلمان بھائی برادر بھی نفرت کرنے لگے اور حقہ پانی بروئے پنچایت بند کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرتد خود بخود پشیمان ہو رہے ہیں اور اکثر بامجھ آدمی واپس تائب ہوتے جاتے ہیں۔ اسوقت اور اہمیت کو مد نظر رکھ کر ہندو سنگٹھن کا وجود کتم عدم سے میدان شہود میں لایا گیا ہے۔ خدا کی شان ہے کہ جو قوم عالمگیر اخوت کی حقیقی منادی تھی جسکا مقولہ تھا۔

بنازم بہ بزم محبت کہ آنجا   گدائے بشاہے برابر نشیند

جس قوم نے اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھا تھا۔ کہ کل ایام سیاحت میں شاہ کابل اور ایک ادنے فقیر جامع مسجد دہلی اور عیدگاہوں کی عبادت گاہوں میں اپنے مولا پاک کے سامنے شانہ بہ شانہ ایستادہ تھے۔ کوئی امتیاز ملکی و قومی شاہ و گدا کا نہیں تھا افسوس ہے آج وہی قوم تفرقہ خانہ جنگی میں مبتلا ہے۔ ایک ہی کتاب اسی کے ماننے والے اور ایک ہی کلمہ طیبہ پڑھنے والے تیرہ سو سال تک دوش بدوش تبلیغ اسلامی کرنے کے بعد مسلمانوں میں سے ایک فرقہ میدان ارتداد میں آتا ہے اور دینی مالی سیاسی اور اجتماعی و انتظامی بیش از بیش جد و جہد سے دنیائے اسلام کی نظروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ اگرچہ ہم نے کے بعد سرور دو جہان نور مجسم

عالم رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا پرچار کرنے کی بجائے مرزا صاحب کادیانی کی نبوت کا اعلان کرنے لگتا ہے اور جب مسلمانوں کیطرف سے صدائے احتجاج بلند ہوتی ہے کہ ہائے افسوس آج ہندوؤں کے متضاد عقیدہ رکھنے والے سناتن دھرمی سماجی اور دیگر فرقہ جات ہندو سنگھٹن یعنی اتحاد قومی کی سکیم کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ جو سناتن دھرمی سماجیوں کو ادھرمی ناستک اور مسلمانوں سے بدتر دشمن سمجھتے تھے وہ آج مرکز واحد پر مجتمع ہو رہے ہیں جو ہندوؤں کے فرقے باہمی جنگ و نزاع اور اختلاف عقاید کی بنا پر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے وہ آج باہمی شیر و شکر ہونے کی تجاویز پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کے مرزائی بہادر مسلمانوں کے ساتھ ہی مناظرہ کے دنگل جمانے اور ردوکد کرنے کے لئے سینہ سپر ہو رہے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو میدان ارتداد میں نہ صرف آریوں کی سرتوڑ کوششوں کا مقابلہ اور اشدھی کی روک تھام کا فکر دامنگیر ہے بلکہ اپنے بغلی گھونسہ کے جارحانہ پیش دستیوں کا بھی مجبوراً مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ واقعات بطور جملہ معترضہ روانی قلم سے ضبط تحریر میں آ گئے۔ ورنہ یہاں ہم کو صرف ان ارتدادوں کی تمدنی سبیل یعنی ہندوؤں کی باہمی قومی منافرت کا مجمل تذکرہ کرنا تھا اور اسکے متعلقین جو آریوں نے ہندو سنگھٹن کی تجویز پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔ اسکے عملدرآمد ہو جانے پر جب ہندو مرتد ہونے والوں کو اپنے ساتھ کھانا پینا کر لینے اور بیاہ شادی باہمی کرنے پر آمادہ ہو جاویں گے تو پھر اشدھی کا انسداد ہم کن کن تدابیر سے کر سکتے ہیں یہ مسئلہ نہایت اہم ہے اور اسکا فکر ہمکو سنگھٹن سے پہلے کر لینا چاہئے۔

اب میں موضع سکندرہ کے اشدھی کا ذکر کرتا ہوں جسکا تذکرہ اس نمبر کے شروع میں کیا گیا ہے موضع سکندرہ ملکانوں کا گاؤں ہے اسمیں کسی تاج خاں نمبردار

خوانمردہ آدمی ہے جو کچہریوں اور اہلکاروں کے میل جول سے سرغنہ شمار ہوتا ہے آریوں نے اس شدھی کی چڑیا پر جال پھیلایا اور کسی بھائی کو خواب غفلت میں زیادہ سونے سے روکنا تو کہاں الٹا اپنے جھونکے سے اسکے سونے میں اضافہ کرنے کی تدابیر اختیار کی گئیں تاج خاں کچھ تو دین سے بے خبر خواب گوشہ میں پڑا اونگھ رہا تھا۔ آریوں کی لوریوں نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ فوراً شدھی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ تقریباً تمام گاؤں آمادہ ہو گیا اور تاریخ مقررہ پر آریوں نے خوشی خوشی اعلان کر دیا۔ آگرہ شہر سے ایک ہزار ہندو بارسوخ وکلاء و بیرسٹر اور تجار موٹروں و تانگوں میں معہ ہتھیار سکندرہ پہونچ گئے اور اپنے داخلی وخارجی دباؤ سے موضع سکندرہ کو رام ہی کرنے کی فکر کرنے لگے ۔

ایسے موقعہ پر ہماری دیگر انجمنوں اور مناظروں و مبلغین کو بالاتفاق پہونچنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی۔ تاکہ اجتماعی طور پر سعی کرنے سے کامیابی سہل ہو جائے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دہلی کے فاصلہ پر سکندرہ واقعہ ہے ایک ہزار ہندوؤں کے مقابلہ پر سو مسلمان بھی وہاں نہیں پہونچے نہ کسی انجمن کا نمائندہ گیا نہ کوئی واعظ و لکچرار پہونچا۔ صرف انجمن خدام الصوفیہ کے بارہ مقتدر اراکین موضع سکندرہ پہونچے اور بفضلہ تعالےٰ قریہ مذکور ارتداد سے محفوظ رہا۔ صرف تاج خاں نمبردار اور اسکے گھر کے چند آدمی مرتد ہو گئے اسکے بعد محمد اسحٰق خاں اور سیتی خاں اچھوت آخر شدھی تک سکندرہ میں مقیم رہے اور اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ لوگ پھر ارتداد سے اب تک محفوظ ہیں۔ کئی مرتبہ اپنے اراکین خصوصاً راقم الحروف خاکسار عبدالمجید قصوری دبیر انجمن سے تاج خاں کی گفتگو ہوئی جس کا خلاصہ دلچسپی ناظرین کے لئے درج ذیل ہے ۔

عبدالمجید انسپکٹر مدارس۔ کہو بھائی نمبردار صاحب بھرت ملاپ حقیقی ہو گیا۔ یا

صرف باتوں ہی باتوں میں بن کھو بیٹھے۔ ازیں سو ماندہ وزاں سو ماندہ۔ ہندو تمہارا کو آریہ جہاتے کہاں ہاں بیٹی روٹی تمہارے ساتھ کرنے لگے یا صرف باتیں ہی باتیں۔

نمبردار تاج محمد خاں۔ اجی مولوی صاحب ہمارا کیا بگڑ و۔ کیا گنگا جلی پینے سے ہندو ہو بیت ہے۔ ہمارا کچھ نہ بدلت ہے ۔

عبدالمجید انسپکٹر مدارس۔ نہیں نمبردار کچھ تو بدل گیا ہے۔ تاج خاں سے تیج سنگھ ہو گئے۔ اہلیں تو تبدیلی صرف اتنی ہوئی ہے کہ تاج کا الف تیج کی ی سے بدل گیا ہے۔ تذکیر سے تانیث ہو گئی۔ مرد سے عورت بن گئی۔

(۲) دوسری تبدیلی یہ ہوئی کہ خان کا خطاب جو بہادر قوموں کے لئے مخصوص ہے اسکی جگہ سنگھ اختیار کیا انسانیت سے زندگی وحیت نے لے لی۔

(۳) تیسری تبدیلی یہ ہوئی کہ مسلمان بھائیوں سے بوجہ ارتداد حقہ پانی رشتہ ناطہ بند ہو گیا۔ اور ہندو لینے میں ملا ہی نہیں سکتے۔ کوئی کمین تو یہ حالت گوارا کرسکتا ہے کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ راجپوت جیسی غیور اور بہادر قوم سے یہ ذلت کس طرح گوارا ہو سکتی ہے کہ مسلمان بوجہ ارتداد احتراز کریں۔ اور ہندو قومی منافرت کی وجہ سے اجتناب کریں۔

تاج خاں نمبردار۔ نمبردار چونکہ خواندہ اور سمجھدار آدمی ہے کہنے لگا کہ مولویصاحب میں مسلمان ہوں نماز پڑھتا ہوں اپنے درود وظیفہ کا پابند ہوں یہ تسبیح سرہانے بھی ہوتی ہے میں سلسلہ بزرگان میں بیعت ہوں میرے پیر حضرت اعتقاد علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب کرامات بزرگ تھے۔ اسلام سچا مذہب ہے۔ میں ہرگز اسلام سے روگردانی نہیں کر سکتا۔ اگر مر جاؤں تو مجھے دفن کرنا۔ یہ میری وصیت ہے ہاں مجھے راجپوتی ضد ہے ایک جین وارد وقت نہیں مجھ سے کہدیا تھا۔ کہ تو مسلمان ہے تیرا جو ٹھا برتن ہم نہیں اٹھائینگے۔ اسوقت میں نے عہد کر لیا تھا کہ

کہ ان ہندوؤں کو اپنے ہاتھ سے ضرور کھلا کر رہوں گا۔ چار سو آدمیوں کو تو میں نے
شدھی کے جلسہ میں اپنے ہاتھ سے کھلا دیا ہے جس پر ہندوؤں نے جو پورانے خیال
کے پختہ عقیدہ رکھنے والے چھتری ہیں شدھی کے وقت مجھ مسلمان کے ہاتھ سے
کھا لینے کی سزا میں ذات سے خارج کر دیا ہے اور ڈھائی سو ہندوؤں کو اپنے ہاتھ
سے ایک دفعہ کھلا کر پھر جنیو (زنار) توڑ ڈالوں گا۔ اور چوٹی میں رکھتا ہی نہیں
پیر البتہ میرے ساتھ ہے۔ یہ کہہ کر کلمہ شہادت پڑھا۔ اور چلتے وقت سلام کے بعد
مصافحہ کیا اور درود شریف پڑھا۔

ہم معتقد دعوئے باطل نہیں ہوتے　　　سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

ادھر سلام مسنون، درود شریف اور کلمۂ شہادت اور ادھر جنیو (زنار) یہ
اجتماع ضدین چشم بد دور ہیں ہے۔

کوئی رو پوش ہے تو بے پردۂ زنگاری ہیں

ہم کتابچہ اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ میرے اکثر دوست سن کر منہ پھیرتے ہیں کہ آریہ تو
بے دریغ روپیہ لٹاتے ہیں اس کمبل پوش جماعت کے پاس نہ اتنا سرمایہ ہے
نہ ہم کو حیلہ اور دروغ بے فروغ سے کام لینا آتا ہے۔ پھر انسداد ارتداد کس طرح
ہو سکتا ہے ملکانوں کو طلب حق کا مادہ ہی نہیں۔ میں ان نازک خیال احباب کی
تسلی کے لئے یہ مثالیں اور واقعات بدیہی لکھ کر ظاہر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں
کہ دسویں صدی عیسوی میں پرائے پتھورا کی حکومت سطوت اور سارے ہندوستان
کے رسم رواج اور ہندو سنگٹھن پر اسلام کی صداقت غالب آ کر رہی۔ اور
اللہ تعالیٰ کے انکے پیارے ولی اور صوفیائے کرام کے نفس قدسی کی برکت سے
اسلام آفاقاً دیار ہند میں پھیل گیا۔ اب بھی ہمارے حضرت پیران عظام کی
روحانیت اور اسلام کی صداقت انسداد ارتداد میں وہی اعجاز دکھا رہی

ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ مرتد تائب ہوجائینگے۔ اور اپنے ہمراہ اپنے بہت سے بھائیوں
کو ہمراہ لائینگے۔ شردھانند کی شخصیت رائے پتھورا کے برابر نہیں ہے۔ آج بھی اسی
مادہ پرستی اور توحید کا مقابلہ ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ جس طرح اسلام ہمیشہ غالب
رہا ہے اب بھی غالب ہی رہے گا۔

ہماری تبلیغ کا حلقہ اثر

تحصیل علی گنج کاسگنج کے مواضعات راجورہ۔ بربراں۔ قادر گنج۔
نرودلی بروند نتیھرا سمری لوریہ لرچہ ننگلہ ابدال غرض دریائے
گنگا کے کنارہ تک ہمارے مبلغین کی جولانگاہ تبلیغ ہے اور ملکانوں کی حالت
ہے کہ وہ مقتدر علمائے دین جو نحو و منطق پڑھنے والے طلبا کو اکثر فرما دیا
کرتے تھے۔ کہ اسوقت طبیعت حاضر نہیں ہے ذرا ٹھہر کر سبق پڑھنا آج وہ
بزرگوار قریہ بہ قریہ ندی نالوں اور گرمی و برسات کی تکلیف برداشت کر کے
لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے پھرتے ہیں اور مولانا امام الدین صاحب قبلہ جیسی
مقدس ہستیاں اپنی محبت اور اخلاص کریمانہ سے بچوں کو متاثر کرنے کے لئے
نوواں کو سبق پڑھا رہے ہیں اور یہ نائبان رسولؐ بعثت معلماً کی شان
دکھا رہے ہیں۔

ہماری مشکلات

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر — اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

جون و جولائی کی گرمی گزر گئی۔ وہ تمازت آفتاب اب کہاں۔ مگر ہائے آفتاب
ولایت نے جو حرارت مجاہدین کے سینوں میں بھر دی ہے وہ اسی طرح بھڑک رہی ہے

حوادث زمانہ آئے اور گذر گئے۔ موسم تبدیل ہو گیا رحمت الٰہی کا جوش ہے۔ اگست کا مہینہ بارش و باراں میں گذر گیا۔ راستے دشوار گذار ہو گئے ہیں۔ ندی نالے اور ڈابر جھیل جس طرف نظر ڈالئے پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ غریب الوطن مبلغین کے کپڑے پانی میں تر ہیں اور پایاب پانی میں گذرنے کے لئے اس خطرناک موسم میں سوائے جذبہ عمل کے کوئی رفیق راہ بھی ساتھ نہیں ہے جو پانی کا عمق اور راستہ کا پتہ دے سکے مگر یہ ساری مشکلات اور رکاوٹیں اسکے ارادے کو متزلزل نہیں کرتے۔ ندی نالے اور دریا اسکی واردات قلبی کے سامنے ہیچ ہیں وہ کسی فوج بلا کو خاطر میں نہیں لاتا۔ دریائے جمنا کے چڑھاؤ کو وہ خیال کی لہر تصور کر لیتا ہے۔ موضع رحیم پور کے رحم دل شریف مسلمان اسکو شام کے وقت کشتی سے بمشکل اتار سکے ہیں وہ ہنوز کے پے درپے یلغار اور جمنا کی طغیانی سے خوف زدہ ہیں وقت تنگ ہے۔ غروب آفتاب ہونے کو ہے مگر ہمارا مبلغ اپنے عزم صمیم کے ساتھ شمس پور جانے پر مصر ہے یا تو یہ ان خطرات سے ناآشنا ہے جنکو جمنا کے کناروں کی بستیاں محسوس کر سکتی ہیں یا کوئی ولولہ صادقہ اسکے جذبات کا محرک ہے خیر یہ تنگ و دو تو معمولی دنیاوی منافع کی امید پر بھی انسان کر سکتا ہے اگر گرمی اور سردی بارش و باراں غریب الوطنی بے سرو سامانی سے کوئی وقت گذر گیا تو گذرے گا۔

بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد

سب سے بڑی مشکل جو عقدہ لاینحل ہے وہ پیش آتی ہے۔ کہ جس قوم کے درد اور بے غرض محبت و اخوت کیوجہ سے ہمارا مبلغ بیشمار بے پایاں تکالیف کو برداشت کرکے منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔ تو وہ ہی ناداں بے قدر اور اخلاق سے معرا جاہلے ہمارے بھائی ہم کو گاؤں میں داخل ہونے اور رات کو بھوکا پیاسا بھی زمین پر پڑے رہنے سے بھی بزور روکتے ہیں اور سخت دل آزار کلمات زبان سے نکالتے

ہیں چنانچہ بڑھونہ راجیرہ کرڈی وغیرہ اکثر دیہات ہیں نہ قیمتاً رسد ملی اور نہ ٹھہرنے کی اجازت ملی اور ایک روز تو رات کو عشاء کے بعد آمادۂ فساد ہو کر گاؤں سے نکال دیا۔ مگر مولانا امام الدین صاحب کے عزم و استقلال میں کیا فرق آسکتا ہے وہ برابر دل سے دعائے اور محبت بھری نگاہوں سے ان سنگدلوں کو گرویدہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان ملکانوں کی بھی عجیب حالت ہے۔

ملک ملت کو ضد ہے کہ میں ٹم سے کہوں
سر بسجدہ ہے سیجا کہ مری بات رہے

(۲) موضع سکندرہ میں جب شدھی ہونے لگی اور تاج خاں نمبردار بائل بہ ارتداد ہو گیا تو ہمارے ارکین فوراً وہاں پہونچ گئے لیکن یہ نظارہ کس قدر حیرتناک تھا کہ نام نہاد مسلمان ملکانوں نے ہمارے پہنچنے سے چارپائیاں نکال لیں اور ہمکو مجمع میں زمین پر بیٹھکر بھی اظہار حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کی اجازت نہ دی۔

(۳) عید الضحیٰ کے روز مولانا امام الدین صاحب نے موضع بھرگین میں دوگانہ نماز ادا کیا کیونکہ اس طرح میں یہ موضع بہت بڑا ہے اور اپنا صدر مقام بیجھولہ چھوڑ کر وہاں اس لئے سدارکین پہونچ گئے کہ دیہات ملحقہ کے ملکانے بھی جمع ہو جاتے ہیں اور تبلیغ کا اچھا موقعہ ملسکتا ہے۔ اُس روز دنیائے اسلام میں خوشیاں منائی جارہی تھیں قربانی کا گوشت مسکین و یتامیٰ سے بھی دریغ نہ رکھا جاتا ہے مگر ہمارے غریب الوطن قافلہ نے وہ مبارک دن بھی شام تک فاقہ سے گذارا اور شام کو صدر مقام پر پہونچکر کھانا دستیاب ہوا۔

(۴) مرزائی مبلغین نے عید الضحیٰ کے روز ہر ایک صدر مقام پر بکروں کی قربانیاں کیں اور بڑی دریادلی سے لوگوں کے لئے گوشت مہیا کیا تاکہ ان کا وقار و اقتدار عوام میں بڑھ جائے۔ لیکن ہماری جماعت جو خود قربانی بنی ہوئی تھی وہ تو گرسنے

تبلیغ میں اپنے کھانے پینے کا بندوبست نہ کر سکی۔ ملکانوں کے لئے بکروں کی
فراہمی کے حیطہ امکان سے باہر تھی ؂

(۵) آریوں نے میدان ارتداد میں عجیب و غریب تدابیر اختیار کی تھیں کہیں
نوٹنکی بلوا کر ان کا تماشہ کرالیا جاتا ہے اور جب تماشہ میں مجمع کثیر ہو جاتا ہے
تو ہارمونیم وغیرہ بجا کر اپنے بھجن شروع کر دیتے ہیں۔ خفیہ رشوتوں سے
سرغنوں اور مکھیا نمبرداروں کو تاج خاں کی طرح رام کر لیا جاتا ہے جس کا ذکر انسداد
ارتداد کے ضمن میں کنایۃً کیا جا چکا ہے۔ سست وہ پروانہ گروہ اپنے دہرم کی کوئی
اچھی بری بات ملکانوں کے سامنے پیش نہیں کرتا۔ بس سلاطین اسلام کی
جبریہ اشاعت و تبلیغ کا فرضی قصہ اور چچا زاد بہن کے ساتھ مسلمانوں میں نکاح
کر لینا۔ چوہڑے چماروں کا مذہب اسلام میں ملا لینا وغیرہ وغیرہ باتوں سے نفرت
وحقارت کے جذبات بھڑکاتے رہتے ہیں۔ یا گئو رکھشن، گائے کا گوشت کھانا
اور چھوت چھات کے ڈھکوسلوں سے ملکانوں کو اسلام کا مخالف بنانے کی
کوشش کیجاتی ہے۔ بھرت ملاپ اور چھتری ہندو راجپوتوں کا پیغام پہونچایا
جاتا ہے اور یہ ہتھیار ہیں جنکو اشدھی کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہم
ان کے مقابلہ میں نہ روپیہ پیش کرسکتے ہیں نہ ڈھولک سنجیرہ اور ہارمونیم بجا کر
ان کو مخاطب کر سکتے ہیں۔ بلکہ اپنی پوزیشن صاف کرتے اور صداقت اسلام
سادے لفظوں میں پیش کرنے کے سوا کوئی مادی طاقت کام میں نہیں لاتے۔
اللہ تعالے کا احسان ہے کہ ابتدا تک سے جس قدر کامیابی میسر آئی وہ محض حضرات
کی توجہ اور اسلام کی صداقت سے نصیب ہوئی تھی۔

(۶) آریوں نے بعض دیہات میں ایک عجیب سیاسی چال چلی ہے۔ جو نہایت موثر
وکارگر ہوئی۔ آریہ مبلغین نے شہر دہلی کی وہ تصویر رکھی ہے جسمیں جامع مسجد

کے ممبر پر بیٹھے ہوئے کا فوٹو لیا گیا ہے۔ اس تصویر کو ملکانوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور گورنمنٹ کے مفروضہ مظالم اور غیر ملکی حکومت کے جور و استبداد کے فرضی فسانے درد انگیز لہجہ سے بیان کر کے جلیانوالہ باغ، امرتسر وغیرہ کے داستان سناتے ہیں۔ پھر ہندو مسلم اتحاد کا ثبوت اس تصویر سے پیش کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے سوامی شردھانند کو اپنا پیشوا بنا لیا ہے۔ اور ہندوؤں نے بھی مہاتما گاندھی کے جیل خانے بھیج دینے کے بعد سوامی جی کو اپنا مقتدا بنا لیا ہے۔ اب سارا ہندوستان ایک رنگ میں رنگا ہوا ہے اور بھرت ملاپ میں سب بھرت کھنڈ کے باشندے شامل ہو رہے ہیں صرف تھوڑے سے ملک کے دشمن انگریزوں کے طرف دار ایسے ہیں جو سرکار سے وظیفہ لیتے ہیں اور بھولے بھالے ملکانوں کو بہکانے کے لئے یہاں آتے ہیں انکی ہرگز نہ سنو۔ مولانا ابوالکلام، حکیم اجمل خان دلی کے سارے بڑے آدمی ہمارے ساتھ ہیں پس آپ ملکانوں کو چاہئے کہ غدار دشمن قوم و ملک سرکار کے وظیفہ خوار مسلمان تم کو بہکانے آئیں اور بھرت ملاپ سے روکیں تو ان کو گاؤں سے نکال دو۔ انکی بات ہرگز نہ سنو اور سوامی شردھانند کی بات جنکو بڑے بڑے مسلمانوں نے اپنی جامع مسجد کے ممبر پر بٹھا کر ان کی نصیحت سنی ہے تم بھی انکی ہی بات سنو اور اس پر عمل کرو۔ دیکھو یہ تصویر اس بات کی صحت میں ہم پیش کرتے ہیں۔ جامع مسجد کے ممبر پر شردھانند بیٹھے لیکچر دے رہے ہیں ہمکو اس بات کا افسوس نہیں ہے کہ آریہ مبلغین اس قسم کی اخلاقی کمزوری سے بے دینی مکاری سے اپنے دھرم کا پرچار کر رہے ہیں ان کی بنیاد ہی ایسی تہذیب پر رکھی گئی ہے وہ جس قدر مکر و فریب کریں ان کیلئے روا ہے مگر صد آفت کا کس درجہ کذب و افترا سے مقابلہ ہے اور آج اسلام کو کیسے اعدائے دین سے سابقہ پڑا ہے۔ اسکا اندازہ میدان ارتداد کے شاہدان ہی سے بخوبی ہو سکتا ہے

ہمارے مسلمان بھائی بہت کچھ ان مشکلات سے بے خبر ہیں ؎

(۷) نوگانوں ضلع متھرا میں ہمارا شفاخانہ قائم ہے مبلغین تو خداداد سبزہ زار کو اپنا وسیع نرم بستر تکیہ سمجھتے ہیں۔ وہ جتنی چاہیں لمبی کروٹیں بدلتے رہیں الحق ہمکو اس سرزمین ارتداد پر ہونے سے وہ لطف آرہا ہے جو نواری پلنگوں پر کبھی نصیب نہیں ہوا۔ راتوں اپنی اور اپنی محمود ونادرا کی حفاظت میں جاگنا۔ اور دنوں گرمی سردی کی پرواہ نہ کرکے سفر میں رہنا سب آسان ہے۔ مگر شفاخانہ کے لئے مقامی کشادہ مکان کی ضرورت ہے جسمیں ادویات رکھکر عمل جراحی کیا جا سکے۔ ابتک کسی مکان کا بندوبست نہیں ہو سکا۔ نہ کرایہ پر ملتا ہے۔ نہ عارضی طور پر عاریۃً دستیاب ہوتا ہے۔ نورنگ اچھوت کے مکان میں ادویہ رکھی ہوئی ہیں اور وہیں ہی عمل جراحی کیا جاتا ہے۔ مگر خون و پیپ کے نکلنے اور اپریشن وغیرہ کرنے میں لوگوں کو نفرت ہوتی ہے۔ اور وہ تکلیف پاتے ہیں۔ اگر چھولداریاں یا خیمہ گانوں کے باہر نصب کرلیتے ہیں تو چاروں طرف پانی بھرا ہوا ہے۔ اور غیر محفوظ جگہ کیوجہ سے اہل قریہ خوف بھی دلاتے ہیں غرض مکان نہ ملنے کیوجہ سے جسقدر تکالیف برداشت کرنی پڑیں وہ موقعہ ہی دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ اسی جگہ دواخانہ ہے وہاں ہی ہوتی پکانے کا انتظام ہے۔ اُسی جگہ اپریشن ہوتا ہے۔ مجبوراً ہمکو خیمہ نصب کرنا پڑے گا۔ یا کوئی چھپر وغیرہ ڈلواکر علیحدہ شفاخانہ رکھنے کا انتظام کرنا پڑے گا۔ مبلغین نوگانواں اور ڈاکٹر صاحبان بابو عبدالعزیز خاں و محمد حنیف و محمد ظریف و بھائی محمود علی صاحبان کا صبر و استقلال اور جذبہ عمل نہایت ہمت افزا اور قابل تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں میں برکت عطا فرمائے وہ نازپروردہ قابل قدر ہستیاں ایسی تکالیف اور تنگیوں کا مقابلہ کرتی رہی ہیں۔ یہ محض حضور قبلہ عالم روحی فداہ کے روحانی تصرفات ہیں ؎

میدان ارتداد میں روحانی مدرسہ

ابتک جو روئیداد سالانہ قلمبند کی گئی ہے وہ جسمانی جدوجہد اور انسانی تقاریر ہوا عظ و تبلیغ کے نتائج نذر ناظرین کئے گئے ہیں سب سے زیادہ موثر اور کارگر ہتھیار جو ہم اعدائے دین کے مقابلہ میں کام میں لاسکے اور جسکے مقابلہ میں ہمیشہ توپ و تفنگ لاؤ لشکر اور کفار کی ساری ابلہ فریبیاں بیکار ہوتی رہی ہیں وہ صوفیائے کرام کی روحانیت ہے۔ ہم اس مختصر میں تاریخ کی ورق گردانی ضروری نہیں سمجھتے۔ تاہم اس مدرسہ کا خاکہ الفاظ میں کھینچکر حوالہ قلم کر سکتے ہیں ؎

کیں مدرسہ نیست جائے آواز از سینہ بسینہ میرسد راز

یہ تو وہ مدرسہ ہے جس میں نیچی نگاہیں بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں جھکا دیتی ہیں۔ پتھر سے زیادہ سخت قلوب میں اپنے درد قلبی سے اس مدرسہ کے معلم وہ سوز و گداز پیدا کر دیتے ہیں کہ عقل انسان اس معمہ کو سمجھنے سے عاجز ہے۔ اور بہت سے احباب صحیح نتیجہ پر پہونچنے سے قاصر ہیں۔ ع

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

ہماری مشکلات میں سے یہ بھی ایک اہم مشکل ہے کہ ہم اپنے روحانی مدرسہ کے حالات سے صحیح معنوں میں عوام کو آگاہ کرنے کے لئے الفاظ نہیں پاتے مگر تاہم نتائج مدرسہ ناظرین کے پیش کر کے اپنی انجمن کی خدمات جلیلہ کا اعلان بغرض تشویق و تحریص عوام کے دیتی ہیں ؛

علاقہ اٹیہ میں ہمارے قبلہ و کعبہ آقائے ولی نعمت قطب دوران محبوب سبحانی

اعلیٰحضرت جناب مولانا حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری روحی فداہ ؎

زباں پہ میرے خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میری نطق نے بوسے میرے دہن کے لئے

کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا حاجی امام الدین صاحب قبلہ امیر وفد ہیں، آپ کے ساعی جمیلہ سے مدارس تو نتیجہ خیز کامیابی حاصل کرتے ہیں لیکن آپ کی نظر کیمیا اثر اور آپ کی محبت و روحانیت اس علاقہ میں اندر ہی اندر جو کام کر رہی ہے اس کے نتائج حسب ذیل ظہور پذیر ہوئے ہیں :-

(۱) قصبہ علی گنج اور موضع مدروالہ میں شاخہائے انجمن خدام الصوفیہ قائم ہو گئی ہیں :-

(۲) علاقہ کے اکثر احباب حضور قبلہ عالم روحی فداہ کی محبت میں بیقرار اور حضور والا کے انتظار میں سراپا اضطرار ہو رہے ہیں، نواب لقاء اللہ خان صاحب رئیس و صدر انجمن قصبہ علی گنج ہر سال مجلس میلاد شریف منعقد فرمایا کرتے ہیں امسال حضور اقدس کے انتظار میں ملتوی کر دی گئی ہے۔

(۳) اگرچہ مولانا ممدوح ارادت راسخہ اور محبت صادقہ کے بیج لگا کے تخم ریزی کر کے لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر چکے ہیں مگر ان کی درخواست داخل سلسلہ ہونے پر اس مبارک ارادہ کو حضور قبلہ عالم کی تشریف آوری پر ملتوی فرماتے رہے لیکن جب لوگوں نے مجبور کیا کہ آپ ہم کو بیعت نہ کریں گے تو ہم قیامت کے روز آپ کے دامنگیر ہوں گے اس اصرار پر موضع منجھولا کے چالیس آدمیوں کو داخل سلسلہ کر لیا گیا ہے یہ وہ ملکانے تھے جن کے برتن کو بھی مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچاتے تھے آج وہ ہمارا پس خوردہ طعام کھا لینا باعث فخر اور صد ہزار برکات القصور

کرتے ہیں۔

(۴) ہمارے شاہزادہ صاحب والا مرتبت اعلیٰحضرت مولانا حافظ سید نور حسین شاہ صاحب خود بہ نفس نفیس میدان ارتداد میں تشریف لائے اور حضور والا کی تشریف آوری سے وہ سیم اور برقی رو جو ملکانوں کے قلوب میں سرایت کر رہی تھی اس شدومد سے بھڑک اٹھی اور الحمدللہ کہ مدرسہ روحانی کا کام پہلے سے زیادہ سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔

میدان ارتداد میں ۷۰ مساجد آباد کیگئیں

اکثر دیہات میں مسجدیں موجود تھیں۔ مگر نمازی نہ تھے۔ اور اس وجہ سے غیر آباد پڑی ہوئی تھیں۔ الحمدللہ جن مساجد میں خس و خاشاک کا انبار لگا ہوا تھا آج ان میں ہمارے مدارس کے قیام سے تیس چالیس نمازی جمع ہو جاتے ہیں ۷۰ مسجدیں ہمارے مبلغین نے ایسے دیہات میں آباد کیں۔ جہاں ہمارے مدرسہ قایم ہیں۔ بصرف ایک مسجد غیر آباد قصبہ علی گنج میں شاہی زمانہ کی تھی اس میں ایک مؤذن بشاہرہ ۔۔ روپیہ ماہوار مقرر کر دیا گیا ہے اور اب باقاعدہ اذان و اقامت کا انتظام ہو گیا ہے۔

مخالف گروہ سے ہمارا مقابلہ

آریہ اپدیشک اور شدھ مہا سبھا کے چیلوں کو تو شاید تعلیم ہی یہ دیگئی ہے۔ کہ خاموشی سے اپنا کام کئے جاویں۔ نہ مناظرہ کریں اور نہ مجمع عام میں اپنی قلعی کھلوانے کی جرات کریں چنانچہ اکثر موقعوں پر جبکہ تاریخ اشد ہی مقرر کر کے آریہ پنڈت ہزاروں آدمیوں کا مجمع فراہم کر چکے تھے ان سے ملکانوں کی زبانی

کہلوا دیا گیا کہ پہلے اپنے ویدک دھرم کی سچائی بیان کریں اور مسلمان علماء کو اجازت دیں کہ قرآن کریم کی پاک تعلیم پیش کریں، پھر شدھی کا مضائقہ نہیں۔ حق ظاہر ہو جائے گا۔ ہر شخص مختار ہوگا۔ خواہ راسخ العقیدت مسلمان ہو جائے یا مرتد ہو جائے۔ مگر وہاں اصول ہی یہ ہے کہ سیاسی چالوں اہلہ فریبیوں اور طمع مال و زر کے زریں ہتھیار کام میں لائے جاتے ہیں مسلمان ملکانوں میں نفرت و حقارت کے جذبات پھیلائے جاتے ہیں سلاطین اسلام کے مفروضہ مظالم اور جبر و استبداد کی داستانیں سنانے کے سوائے دوسرا کام ہی گوارا نہیں ہے۔ موضع راجورہ کی اشدھی سبھا کے موقعہ پر مولانا امام الدین صاحب نے فوجدار خاں ملکانہ سے فرمایا کہ آج سب لوگ جمع ہیں تم پنڈتوں سے ہمارا مناظرہ کرا دو۔ لوگوں پر حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور پھر ہم اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کرسکینگے کہ ہم نے اس کا کلام لوگوں تک پہونچا دیا ہے اور ان سے کہدو کہ مناظرہ اور مجمع عام میں گفتگو کرنے سے بچے تو ہم سب ملکانے سمجھینگے کہ ہم کو دھوکہ و فریب دیا جارہا ہے ہرچند فوجدار خاں نے مناظرہ پر زور دیا۔ مگر انکی چال عیاری کے سامنے ایک نہ چلی اور مقابلہ پر نہ آنا تھا نہ آئے۔

موضع سکندرہ میں خود راقم الحروف عبد المجید قصوری تاج خاں نمبردار کے پاس گیا۔ جو مرتد ہو گیا تھا۔ دو برہمچاری اسکے حافظ یا اسکو ویدک تعلیم دینے کے لئے ہر وقت حاضر رہتے تھے حسن اتفاق سے بیٹھتے ہی ویدک دھرم پر گفتگو ہوتی۔ میں نے کہا بھائی تاج خاں دنیا میں جسقدر مذاہب ہیں سچا اور حق تعالیٰ تک پہونچا دینے والا دنیا میں صراط مستقیم دکھانے والا تو ایک ہی مذہب ہے۔ لیکن باقی دعوے دار ان مذہب و دھرم چونکہ ہم خود حق تعالیٰ کی معرفت کا دم بھرتے ہیں اسلئے ہر ایک مذہب و ملت کا عبادت خانہ موجود ہے۔ مسلمانوں کی

عالیشان مساجد بستانی دہرمیوں کے مندر شوالہ جینیوں (سراوگی) کے مندر سکھوں کے گوردوارے یہاں تک چوہڑوں کے لال گرو کی منڈھی بھی ان کی چند جھونپڑیوں کے سامنے بنی ہوئی ہے۔ لیکن ان سب مندر۔ شوالوں۔ ٹھاکردواروں کا کھنڈن کرنے والے صرف اس سمت میں جنم لیکر آدیئت (مذہب قدیم) کا دعوے کرنے والے جہاشے بہادروں سے پوچھئے۔ کہیں ان کا بھی عبادت خانہ ہے۔ مسلمانوں میں تو ملکانے بھی مسجدیں اپنے گاؤں میں بنوانا ضروری خیال کرتے ہیں لیکن ان لوگوں کا دلی۔ لاہور۔ امرت سر بڑے سے بڑے شہر میں بھی کوئی عبادت خانہ نہیں۔ اسلئے ماننا پڑے گا کہ کوئی مذہب ودہرم ہے ہی نہیں صرف سیاسی گروہ ہے۔ جو انقلاب پیدا کرنے کے درپے ہیں۔ اور ہر مذہب و بزرگانِ ملت کی بے ادبی کرنا لوگوں کا دل دکھانا ہی ان کا ایمان ہے۔ اور افسوس تو یہ ہے کہ اپنے گرو پنڈت دیانند کی پیروی نہیں کرتے۔ ورنہ ان کی طرح محض نیوگ سے نفس پرستی کرکے اسی صدی میں اپنا نام ونشان مٹا لیتے نہ بیاہ شادی ان کی تعلیم میں کرتے نہ آئندہ نسل قایم رہ سکتی اس لئے یہ گروہ نہ مذہب وملت سے بلکہ قاطع نسل انسانی ہے۔

یہ بات بے غیرت آدمیوں پر کیا اثر کرسکتی ہے۔ دونوں بیچارے کان دبا کر ایسے بھاگے کہ میری واپسی پر لوٹ کر نہ آئے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جس علاقہ میں آریہ لوگ شور وشر مچاتے تھے اور وہاں ہمارے مبلغین پہونچ گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہاں سے وہ لوگ چلے گئے اور بفضلہ تعالےٰ ضلع بلند شہر گڑگانواں ایٹہ کا وہ علاقہ جہاں ہمارے مبلغین سرگرم تبلیغ ہیں فتنہ ارتداد سے محفوظ ہوگیا ہے۔ البتہ ضلع متھرا میں مواضعات نوگانواں اور روندی میں آریوں کی جد وجہد جاری ہے جیسا کہ

اوپر اشارتاً ذکر کیا جا چکا ہے ؂

اس روئیداد کے ملاحظہ سے ظاہر ہو جائے گا۔ کہ بفضلہٖ تعالےٰ اراکین انجمن کو علاوہ ارتداد میں اس قلیل عرصہ میں معتدبہ کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ حضرت مولانا غلام احمد صاحب اختر امیر وفد باوجود پیرانہ سالی اور علامت مزمنہ کے ہر ایک اہم موقعہ پر بنفس نفیس تشریف لے جاتے رہے ہیں۔ اور اضلاع ایٹہ و متھرا کا دورہ فرما کر لوگوں کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفیض فرماتے رہے ہیں۔ اور دفتر صدر آگرہ میں رہ کر بھی عموماً جلسوں میں وعظ و تبلیغ فرماتے رہے ہیں ؂

سراپا اخلاص اخوی مکرم منشی حفیظ الدین صاحب ناظم وفد کا پاکیزہ نمونہ اور ان کی ایثار و قربانی ہم اراکین وفود کے لئے ایک زندہ مثال ہے۔ آپ اعزازی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور آقائے نامدار اعلیٰحضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے اشارہ مبارک پر اپنا وطن اور سارے تعلقات کو چھوڑ کر یہاں تشریف لے آئے۔ اور یہاں تک زہد و اتقا اختیار فرمائی ہے کہ اپنے مکان پر آپ پان کا استعمال فرماتے تھے۔ اور اس کی عادت بھی یہاں شہر آگرہ میں رہنے کی وجہ سے آپ کو پان دستیاب ہو سکتے تھے۔ مگر ایک پیسہ روز کا بار بھی انجمن پر ڈالنا گوارا نہیں فرمایا۔ اپنی عادت بھی ترک کر دی۔ میرے باقی احباب بھی اس خلوص و اتقا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ عادات کا ترک کرنا اور شب و روز خدمت دین میں منہمک رہنا جناب صاحب ممدوح سے سیکھ لیجئے۔ مگر یہ میری غلطی ہے یہ بات سیکھنے سے نہیں آتی یہ محض حضور قبلہ ام روحی فداہ کی توجہ عالیہ اور نظر کیمیا اثر کا خاصہ ہے مبارک ہیں وہ بھائی جن سے یہ خدمت لیجاتی ہیں اور ان کو دینی محبت دیگر رسم و رواج

اور دیرینہ عادات سے بھی آزاد کر دیا جاتا ہے۔ مکرمی بھائی حفیظ الدین صاحب نے دفتر میں اس قدر کام کیا ہے کہ ان کو دیکھ کر ناظم صاحب جماعت مرکزیہ رضائے مصطفےٰ اور دیگر حضرات حیران ہیں۔ تمام وفود کا حساب آمد و خرچ نہایت صاف اور صحیح اپنی قلم سے لکھتے رہتے ہیں۔ یادداشت لئے ضروریہ کے رجسٹر اور تمام خطوکتابت احکام وہدایات اور اخبارات و رسایل میں اپنی قلمی اطلاع کی روانگی۔ نقدی کی حفاظت مہمانوں اور ملکانوں کی تالیف قلوب کی مدارات سب کا بارگراں آپ کی جان عزیز پر ہے۔ آپ ناظم بھی ہیں سکرٹری خزانچی کلرک۔ ڈاک محرر معتمد اور اکثر چپڑاسی کا بھی آپ بنفس نفیس کام سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ایک اللہ کا بندہ جو کام کرتا رہا ہے۔ مشاہدے سے معلوم ہوگا کہ بہت مجھ سے انسان ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور اس پر لطف یہ ہے کہ اگر دفتر میں دو آدمیوں کو توبہ کراتے ہیں تو وہ بھی مولانا حضرت غلام احمد صاحب قبلہ کے نام نامی پر درج کر دیتے ہیں۔ ہم سب کو اللہ تعالےٰ ایسی سرگرمی اور اخلاص عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے سے ہمارے کام میں برکت دے۔ ہمکو اخلاص و استقلال سے خدمت دین سرانجام دینے کی توفیق عطا فرماوے۔

الراقم

عبد المجید قصوری خادم وفود از آگرہ کابل گنج

۲۴۔ اگست ۱۹۲۳ء

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ

اپیل

پیارے ناظرین۔ آپ نے انجمن خدام الصوفیہ کی اس سہ ماہی رپورٹ کا ملاحظہ فرمالیا۔ اراکین وفد کی جان نثاریوں اور قربانیوں کا حال پڑھ لیا۔ دوستو وہ بھی غلامان محمدؐ ہیں اور ہمیں بھی غلامئے محمدؐ کا دعوےٰ ہے۔ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیئے کہ ہم میں محبت خدا اور محبت رسولؐ کسقدر کم ہے۔ اور ان لوگوں کے دلوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت کس قدر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ وہ خدا اور اس کے رسولؐ کی رضامندی کے لئے جان و مال قربان کر رہے ہیں اور ہم اپنی آرام طلبی اور وجاہت کی خاطر دنیا میں منہمک ہو کر کیا کر رہے ہیں۔ حسب فرمودۂ خدا۔ جزاءً بما کانوا یعملون۔ کل قیامت کے روز جب ایسے جان نثاران خدا۔ اور محب رسولؐ کو بارگاہ صمدیت سے انعام و اکرام ملینگے تو اس وقت حسرت و ندامت کے سوا چارہ نہ ہوگا۔ کیا ہم پر اسلام کی اشاعت اور حفاظت اسلام کا حق نہیں یا ہم بندۂ خدا اور امت محمدؐ صلعم نہیں کہ ہمارے ذمے سے یہ فرض ساقط ہوگیا ہے؟ آخر ہم نے بھی ایک دن دنیا سے کوچ کرنا ہے اور حساب دینا ہے ؟

یہ رپورٹ حاشا وکلّا اس غرض کے لئے نہیں لکھی گئی کہ اس کی آڑ میں روپیہ جمع کیا جاوے۔ لیکن دوستو یہ دنیا مسبب الاسباب ہے

اس کے تمام کام سبیوں ہی سے چلتے ہیں۔ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی متکی اور پاک نفس دنیا میں پیدا ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ لیکن آپ نے بھی غزوات اسلامی کے لئے لوگوں سے چندہ کی تحریک کی۔ یہ انجمن بھی زبانِ حال سے مَن انصاری الی اللہ کہہ رہی ہے۔ دیکھئے کون کون مردِ خدا اس سے متاثر ہو کر اس کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ نحن انصار اللہ کا آوازہ اٹھاتے ہیں۔ اور کون کون میدان عمل میں آکر انجمن کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔

یاد رکھو کہ مشیت ایزدی کو جو کام منظور ہوتا ہے وہ ہمیشہ ہو کر ہی رہتا ہے اگر خدا کو اپنے دینِ اسلام کی حفاظت منظور ہے تو باغ اسلام ہمیشہ سرسبز اور شاداں رہیگا۔ لیکن یہ موقع ہے کہ ہم بھی زاد آخرت کے لئے کچھ کمالیں۔ اگر اب بھی مسلمانوں کی آنکھ نہ کھلی تو کیا پھر نفخ صور پر کھلیگی؟ یہ انجمن ہر مسلم کو فرض شناسی اور ذمہ داری کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ جو حضرات انجمن کی روپے سے مدد کر سکتے ہوں وہ روپے سے مدد کریں جو قلمی مدد کر سکتے ہوں وہ اپنے قلم سے مدد کریں۔ غرض جس طرح ہو سکے اس کار خیر میں حسب توفیق حصہ لینا چاہئے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ

برادران اسلام! یہ موقع ہے کہ ہم اسلامی خدمت کر سکیں اگر تیغ و تفنگ کے مقابلے میں ہم جان دینے کو تیار نہیں تو کم از کم دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں تو روپے سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

وما علینا الا البلاغ

مینجر محمد اکرام

التماس

جو نیک دل حضرات انسداد فتنہ ارتداد میں انجمن کی مالی مدد کرنا چاہیں وہ حضرت صاحبزادہ مولانا حافظ سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ تعالیٰ مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علیپور سیداں وامین انجمن خدام الصوفیہ علیپور ضلع سیالکوٹ کے نام رقوم ارسالی فرمادیں۔ اور جو حضرات انجمن کی سہ ماہی رپورٹ ملاحظہ فرمانا چاہیں وہ دفتر انوار الصوفیہ لوہاری منڈی لاہور سے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر طلب کر سکتے ہیں۔

اطلاع

انجمن خدام الصوفیہ کے فرستادہ وفود کی مجمل کارروائی رسالہ انوار الصوفیہ میں ماہوار چھپتی رہتی ہے۔ جو درد آشنا دل اصحاب اس کار خیر سے انس رکھتے ہیں اور اس میں دلچسپی لیتے ہیں۔ وہ رسالہ انوار الصوفیہ کا ملاحظہ فرماتے رہا کریں۔ رسالہ کی قیمت بذریعہ منی آرڈر تین روپے اور بذریعہ وی پی تین روپے چار آنے ہے۔ یہ رسالہ انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شہر لاہور سے شائع ہوتا ہے جس میں سوائے شرعی اور صوفیانہ مضامین کے اور کسی طرح کا مضمون یا اشتہار درج نہیں ہوتا۔

مینیجر محمد اکرام